آداب معاشرت

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرت مولانا سید عبد اللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

محمد ارمغان بدایونی ندوی

سید احمد شہید اکیڈمی

دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

پہلا ایڈیشن

ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق جنوری ۲۰۱۶ء

نام کتاب	:	آداب معاشرت
مؤلف	:	مولانا عبداللہ حسنی ندویؒ
مرتب	:	محمد ارمغان بدایونی ندوی
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
صفحات	:	۱۷۶
قیمت	:	Rs. 80

باہتمام : محمد نفیس خاں ندوی

ملنے کے پتے :

☆ ابراہیم بک ڈپو، مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی

☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

☆ مکتبۃ الشباب، ندوہ روڈ لکھنؤ

ناشر

سید احمد شہید اکیڈمی

دار عرفات، تکیہ کلاں، رائے بریلی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

عرض مرتب ۱۲

آداب معاشرت

ادب کا فائدہ ۱۵
ادب کا پہلا درجہ ۱۶
توحید کامل کا فائدہ ۱۷
ادب کا دوسرا درجہ ۱۸
بشر اور مافوق البشر ۱۹
ادب کا تیسرا درجہ ۲۰
ایمانی حرارت کا نتیجہ ۲۱
ادب کا چوتھا درجہ ۲۲
روحانی ترقی کا راز ۲۳

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن مجید کا ادب ۲۳
قرآن مجید کا معنوی ادب ۲۶
قرآن کا لحاظ ۲۷
سلام وکلام کا ادب ۲۸
سلام ایک انمول نعمت ۲۹
سلام کا فائدہ ۳۱
سلام کے آداب ۳۲
مصافحہ ۳۳
دستک کا طریقہ ۳۴
کھانے پینے کا ادب ۳۵
دودھ کی نعمت ۳۷
پانی کی نعمت ۳۷
کپڑے پہننے کا مسنون طریقہ ۳۸
سفر کے آداب ۳۹
زندگی گزارنے کا طریقہ ۴۱
راستوں کا حق ۴۳
عورتوں کے ساتھ احتیاط ۴۳

www.abulhasanalinadwi.org

نصیحت و خیر خواہی

انبیاء کی تعلیمات سراپا نصیحت ۴۷
خیر خواہی ۴۹

خیر خواہی کی اہمیت

...... ۵۱

خیر خواہی ہر مسلمان کا حق

...... ۵۳

پسند کا معیار

...... ۵۵

آپس میں مسلمانوں کے چھ نمایاں حقوق

دعوت قبول کرنے کا فائدہ ۵۹
نصیحت کرنا خیر خواہی ہے ۶۲
جب چھینک آئے ۶۲
خیر خواہی کا اطلاق ۶۲
فیضان الٰہی کا مفہوم ۶۳

مومن، مومن کا آئینہ ہے

...... ۶۵

www.abulhasanalinadwi.org

نیک نیتی سے ہر کام صدقہ ہے
.... ۶۷
مرنے کے بعد یہ تین چیزیں فائدہ پہنچاتی ہیں
خیر خواہی کیا ہے؟............ ۷۰
خلاصہ ۷۱
بردباری اور نرم دلی کی فضیلت
تین اصول............ ۷۴
نرم دلی کا فائدہ ۷۵
صبر ۷۶
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند
غصہ کا محل............ ۷۹
حلم و عالی ظرفی
.... ۸۱
نرمی سے پیش آنا
.... ۸۳
خدا کی دو پسندیدہ خصلتیں
.... ۸۵

www.abulhasanalinadwi.org

پیغمبروں کا عمل

.... ۸۷

نرمی کی حیثیت

نرمی کا اطلاق ۹۱

پہلوان کی پہچان

مومن کی دور اندیشی ۹۳

یورپ کا کھیل ۹۴

وہ شخص جس پر جہنم حرام ہے

.... ۹۵

امانت اور وعدہ کا پاس ولحاظ

.... ۹۷

امانت کا اٹھ جانا

امانت کی ذمہ داری ۱۰۲

ادائیگی امانت کی شرط ۱۰۳

امانت کی قسمیں ۱۰۵

بزرگوں کا نقطۂ نظر ۱۰۶

www.abulhasanalinadwi.org

وعدہ، وعدہ ہے چاہے معمولی چیز کا کیوں نہ ہو ۱۰۸

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد توڑنے کا وبال

فحش کاریوں کا وبال ۱۱۵

رحمت الٰہی کے نزول کا سبب ۱۱۷

بزرگوں کی برکت ۱۱۷

امانت اٹھنے کا نقصان ۱۱۸

تواضع وخوش اخلاقی

تواضع کا تعارف ۱۲۱

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق ۱۲۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع ۱۲۶

نیکی اور برائی کا فرق ۱۲۸

www.abulhasanalinadwi.org

بڑائی بگھارنے والے ناپسندیدہ ہیں

مدارات کا خیال ۱۳۱
تواضع کا فائدہ ۱۳۵
چشم بصیرت کا فائدہ ۱۳۶
خلاصہ ۱۳۷

مسکینوں اور کمزوروں کے ساتھ محبت ونرمی

عورتوں کی مثال ۱۴۰
عورتوں کے طبقات ۱۴۰
عورتوں کا دوسرا طبقہ ۱۴۱
عورتوں کا تیسرا طبقہ ۱۴۳
اسلام میں نابالغ بچوں کا حکم ۱۴۴
مزدوروں کے متعلق ہدایت ۱۴۴
بوڑھوں کے متعلق ہدایات ۱۴۵
یتیموں کے متعلق ہدایات ۱۴۶

اللہ والوں کی فضیلت

.... ۱۴۸

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ والوں کا مقام

.... ١٥٠

کمزوروں کی فضیلت

.... ١٥٢

ضعفاء کی برکت

.... ١٥٤

بیوہ اور مسکین کی خبر گیری پر اجر عظیم

روحانی ترقی کے دو راز ١٥٨

دوسرا واقعہ ١٥٩

بری دعوت

.... ١٦١

یتیم کی کفالت

آخری بات ١٦٤

صلہ رحمی

تین وصیتیں ١٦٧

www.abulhasanalinadwi.org

دوسری وصیت ۱۶۸
تیسری وصیت ۱۶۹

بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں

.... ۱۷۰

رشتوں کا پاس ولحاظ

.... ۱۷۲

رشتہ داروں کا زیادہ حق

خلاصہ ۱۷۵

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

انسانی معاشرہ میں زندگی گذارنے سے متعلق اسلامی تعلیمات تمام لوگوں کے لیے نمونہ ہیں، کیونکہ یہ تعلیمات اس خلاق عالم کی طرف سے ہیں، جس نے انسانوں کو بھی پیدا کیا، اور ان کی ہر ہر ضرورت سے ان سے زیادہ واقف ہے، اسی لیے انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق دین اسلام میں تعلیمات موجود ہیں، ان کے اختیار کرنے میں انسانیت کی سعادت مقدر ہے، اور نہ اختیار کرنا جاہلیت اولی کو دعوت دینے کے مرادف ہے۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرصہ سے معمول تھا کہ آپ علامہ عبدالحی حسنی علیہ الرحمہ کی شہرۂ آفاق کتاب "تہذیب الأخلاق" کی روشنی میں، مسجد دائرہ شاہ علم اللہ میں درس دیتے تھے، یہ رسالہ انہی دروس میں سے ان چند ابواب پر مشتمل ہے، جن میں آپسی رہن سہن سے متعلق اسلامی نقطہ نظر کو

www.abulhasanalinadwi.org

وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، ہر شخص کے ساتھ خیر خواہی، نرم دلی، مسلمانوں کے حقوق کو ادا کرنے، تواضع وخوش خلقی، مسکینوں اور کمزوروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے، نیز صلہ رحمی سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تعلیمات ہیں ان کو حدیث کی روشنی میں موجودہ دور کی برائیوں پر نکیر کرتے ہوئے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس رسالہ کی جمع وترتیب میں راقم سطور خاص طور پر مخدوم ومعظم مولانا بلال عبدالحی حسنی ندوی مدظلہ العالی کا شکر گذار ہے، آپ ہی کی دعاؤں اور توجہات سے یہ کام آسان ہوسکا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے مولانا کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اس کتاب کو صاحب کتاب اور تمام معاونین کے لیے صدقہ جاریہ فرمائے۔ آمین۔

محمد ارمغان بدایونی ندوی

مرکز الامام أبي الحسن الندوي

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آداب معاشرت

آداب، ادب کی جمع ہے، اور ادب کے بہت وسیع معنی ہیں، ادب کے متعلق اردو میں ایک محاورہ ہے:

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

ادب کے متعلق یہ محاورہ درحقیقت ادب کی پوری عکاسی کرتا ہے، اس لیے کہ ادب وہ چیز ہے جس سے انسان کا نصیب جاگتا ہے، انسان ترقی کرتا ہے، راستے ہموار ہوتے ہیں، بند دروازے کھل جاتے ہیں، غرض کہ اگر آدمی جس لائن میں بھی جائے اگر اس کے آداب کا خیال رکھے تو اس کو منزل مقصود تک رسائی نصیب ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ ادب غیر معمولی چیز ہے، اور جو اس راز کو سمجھ لیتا ہے اس کے لیے کوئی راستہ بند نہیں ہوتا ہے، اور اس کے لیے منزل مقصود تک پہنچنا مشکل نہیں ہوتا ہے، لیکن جو عدم سے ہی محروم ہو وہ کبھی بھی اپنے راستہ کو طے نہیں

www.abulhasanalinadwi.org

کرسکتا، اس کے راستے میں اتنی مشکلات آتی ہیں کہ وہ خود پریشان ہوجاتا ہے، اور دوسروں کو بھی پریشان کرتا ہے۔

ادب کا فائدہ

ادب کا تعلق اکثر و بیشتر ان معمولی اور چھوٹی چیزوں سے بھی ہوتا ہے جو دیکھنے میں معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن وہ درحقیقت گاڑی کے ایسے چھوٹے پرزوں کے مانند ہوتی ہیں جن کے نہ ہونے سے پوری گاڑی ٹھپ ہوجاتی ہے، اگر ان پرزوں کو لگا دیا جائے تو پوری گاڑی صحیح سے چلنے لگتی ہے، ادب کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے کہ اگر معمولی چیز میں بھی آپ نے سامنے والے کا خیال نہیں رکھا، تو ممکن ہے کہ پورا معاملہ خراب ہوجائے، لیکن اگر ذرا سی بات کا خیال کرلیا جائے تو سارا معاملہ درست ہوجائے گا، اس لیے بعض دفعہ کچھ آداب ایسے ہوتے ہیں جو دیکھنے میں معمولی ہوتے ہیں لیکن وہ غیر معمولی ہوتے ہیں، اس لیے آداب کا خیال رکھنا ہمارے اور آپ کے ذمہ ہے، کیونکہ ادب کا تعلق خدا سے بھی ہے خدا کے رسول سے بھی ہے، قرآن سے بھی ہے، صحابہ سے بھی ہے، اولیاء سے بھی ہے، عام مسلمانوں سے بھی ہے، اور زندگی گزارنے کے جو طریقے ہیں ان سے بھی ہے، لہٰذا ان تمام آداب کا خیال رکھنا ہمارے لیے راستوں کو ہموار کرنے والا ہے، مثلاً: اگر ہم خدا کا صحیح ادب کر رہے ہیں،

www.abulhasanalinadwi.org

تو خدا کی طرف سے ہم کو توحید کی روشنی ملے گی، نور ملے گا، معرفت کی کھڑکیاں کھل جائیں گی اور ہمارا ہر کام بنتا چلا جائے گا، لیکن اس کے لیے خدا کا ادب ملحوظ ہونا چاہیے، اکثر و بیشتر حضرات وہ ادب نہیں کر پاتے جو مطلوب ہوتا ہے، اس وجہ سے کام بگڑ جاتا ہے، البتہ جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں وہ چونکہ باادب ہوتے ہیں اس لیے بانصیب بھی ہوتے ہیں، کیونکہ وہ ہر ایک کے ادب کو جانتے ہیں، اسی کے مطابق وہ معاملہ کرتے ہیں، اسی لیے ان کے راستے بھی ہموار ہو جاتے ہیں۔

ادب کا پہلا درجہ

غرض کہ انسان کو اپنا نصیب جگانے کے لیے ہر ایک کا ادب کرنا ضروری ہوگا، لیکن ہر ایک کے ساتھ ادب کرنے کے کچھ تقاضے ہیں، لہٰذا پہلا ادب اللہ کا ادب ہے، اللہ تعالیٰ کا ادب ہم سب کے ذمہ ہے، ہمارے اندر اللہ تعالیٰ کے لیے جتنا ادب ہوگا، ہم کو اللہ کی بارگاہ میں اتنی ہی معرفت بھی حاصل ہوگی، اتنا ہی ہم کو نور الٰہی ملے گا اور ہمارے سارے راستے کھلتے جائیں گے، ہمارے لیے کہیں کوئی اندھیرا نہیں ہوگا، ہم بآسانی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے، اللہ کا ادب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ویسا ہی مانا جائے جیسا کہ وہ ہے یعنی یہ مانا جائے کہ اپنی ذات کے اعتبار سے، صفات کے اعتبار سے، افعال کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہی

www.abulhasanalinadwi.org

بڑا ہے، جس کو اللہ نے ایک لفظ میں فرما دیا "اللہ اکبر"، جس کے معنی اگر حقیقی طور پر سمجھ میں آجائیں تو انسان کو اسی قدر نور توحید حاصل ہوتا جائے گا، اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ہی بڑا ہے، اور اللہ بڑا کیسے ہے؟ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے، اور سب اس کی مخلوق ہیں، یعنی دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب کو اللہ نے بنایا ہے، اللہ کو کسی نے نہیں بنایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے بڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی بڑا ہے ہی نہیں، اگر انسان توحید کے اس اول مرحلہ کو سمجھ لے تو یہ خدا کا ادب مانا جائے گا۔

توحید کامل کا فائدہ

معلوم ہوا انسان کی توحید جس قدر پختہ ہوگی اسی درجہ وہ اللہ کا ادب کرنے والا بھی ہوگا، اور چونکہ انبیائے کرام علیہم السلام کو توحید کا کامل مرتبہ حاصل ہوتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ادب کرنے والے بھی وہی ہوتے تھے، لہٰذا جہاں وہ اللہ کا نام لیتے تھے فوراً تمام باطل طاقتیں ریزہ ریزہ ہوجاتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ کسی غزوہ سے لوٹ رہے تھے کہ دوپہر کے وقت میں آپ نے تمام ساتھیوں کے ساتھ کسی درخت کے نیچے آرام کرنے کے لیے پڑاؤ ڈالا، اور اپنی تلوار مبارک کو درخت پر لٹکا دیا، اور خود آرام کی نیت

www.abulhasanalinadwi.org

سے لپیٹ گئے، اتنے میں ایک دشمن آپ کے سامنے آیا، اور آپ ہی کی تلوار کھینچ کر آپ سے کہنے لگا: اب مجھ سے تم کو کون بچائے گا؟ لیکن چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید کامل حاصل تھی لہٰذا آپ نے پورے یقین کے ساتھ صرف ایک مرتبہ فرمایا: اللہ، اتنا کہنا تھا کہ اس کافر کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں آ گئی، معلوم ہوا اگر کسی انسان کو توحید کا یہ اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے تو اس کے لیے سارے مشکل دروازے بھی کھلتے جائیں گے۔

ادب کا دوسرا درجہ

اللہ تعالیٰ کی نسبت بے ادبی ہے، اور آپ کے مقام بلند سے گرا دینا بھی گستاخی ہے، لہٰذا احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ اگر کسی نے کہا کہ آپ اللہ کے برابر ہیں، اور اللہ کا نور آپ کے اندر ایسا حلول کر گیا ہے کہ آپ اسی کے جیسے ہیں تو اس میں اللہ اور اس کے رسول کی بے ادبی ہوگی، کیونکہ توحید یہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا بندہ سمجھا جائے، لیکن عام بندہ بھی نہ سمجھا جائے، اسی وجہ سے شاعر نے کہا:

باخدا دیوانہ باشی با محمد ہوشیار

اسی لیے دربار نبوی میں حاضری کے آداب بھی بیان فرمائے گئے ہیں، تاکہ انسان بہت چوکنا ہو کر جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے کوئی شرکیہ عمل

www.abulhasanalinadwi.org

سرزد ہو جائے، اسی لیے یہ حکم بھی آتا ہے کہ حاضری سے قبل صدقہ دے دینا چاہیے، حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کا یہ معمول تھا کہ آپ جب بھی روضہ اطہر پر حاضری دیتے تو مدینہ منورہ کے غرباء میں تقسیم کرنے کے بعد ہی حاضر ہوتے، غرض کہ دربار نبوی میں حاضری کے کئی آداب ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی آواز بھی دربار نبوی میں پست ہونی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بے شعوری میں انسان کی آواز کچھ بلند ہو جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تکلیف ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف بشر ہیں لیکن عمومی بشر کی طرح نہیں ہیں، جس کو سید الطائفہ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن مافوق البشر ہیں، لیکن بعض لوگ اس کی تشریح کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر دیتے ہیں اور بعض بالکل اخدا سے بھی اونچا کر دیتے ہیں۔

بشر اور مافوق البشر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے، اللہ کے بندے تھے، لیکن آپ کے امتیازات بھی تھے، جو آپ کو تمام انسانوں سے ممتاز کرتے ہیں، مثلاً: آپ بشر تھے اس لیے روزہ رکھتے تھے، لیکن مافوق البشر تھے اس لیے صوم وصال (پے در پے) روزے رکھتے تھے، اور صحابہ کو ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے، کیونکہ یہ آپ ہی کی شان امتیازی تھی، اسی طرح آپ بشر ہیں کیونکہ

www.abulhasanalinadwi.org

آپ کے چچا ہیں، ماں ہیں، باپ ہیں، لیکن آپ کی وراثت نہیں چلتی ہے اس لیے کہ آپ مافوق البشر ہیں، معلوم ہوا کہ آپ بشریت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں جس تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور ہیں اور ان کے اندر بشریت کے لوازم نہیں ہیں، یہ بھی گستاخی ہے، اس لیے کہ نبی کا اصل کمال یہی ہے کہ بشر ہوتے ہوئے وہ تمام کام لوگوں کو عمل کر کے دکھائے جو ایک انسان کے لیے خواہش نفسانی کی وجہ سے مشکل ہوتے ہیں، کیونکہ کمال یہی ہے کہ گناہوں کے خیالات دل میں آنے کے باوجود بھی اس پر عمل نہ کیا جائے، غرض کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دونوں باتوں کو لے کر چلنا ہوگا کہ آپ ایک طرف خیر البشر ہیں تو دوسری طرف آپ مافوق البشر ہیں۔

ادب کا تیسرا درجہ

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام کے ادب کا درجہ ہے کیونکہ اللہ نے ان حضرات کا انتخاب اپنے محبوب نبی کی صحبت کے لیے کیا تھا، البتہ جن صحابہ کے متعلق گناہوں کی روایات آتی ہیں، ان کی حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی بطور نمونہ حکمۃً منجانب اللہ کروا گئے ہیں، اسی لیے اگر کوئی ان کے گناہوں کی مثال بطور گناہ کے استدلال کے لیے پیش کرتا ہے تو یہ بات

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی شان میں گستاخی ہوگی، کیونکہ ان کی توبہ کے بارے میں بھی ایسی روایات وارد ہوئی ہیں جس کا تصور کرنا بھی کسی انسان سے مشکل ہے، اس کے علاوہ یوں بھی صحابہ کرام کے بارے میں حکم نبوی کی تعمیل کے متعلق آتا ہے کہ یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کی زبان سے حکم پہلے نکلا، یا ان کا عمل پہلے ہوا ہے، گویا صحابہ کو تعمیل حکم میں ذرا بھی تامل نہیں ہوتا تھا ، اور اس کی وجہ ان کی یہی ایمانی حرارت تھی کہ اس کی وجہ سے ہر بڑے سے بڑا کام بھی کر جاتے تھے اور کچھ بھی خوف محسوس نہیں ہوتا تھا۔

ایمانی حرارت کا نتیجہ

حضرت سفینہ مولی رسول اللہ ﷺ کا واقعہ آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کو کسی جنگل سے گزرنا تھا، اور آپ کے ساتھ سامان بھی تھا، راستہ چونکہ نہایت خطرناک تھا، اس لیے انہوں نے اعلان کیا: اے درندو! ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھی ہیں، ان کے چاہنے والے ہیں، ہم کو اس راہ سے ہوکر گزرنا ہے ہمارا راستہ خالی کر دیا جائے، روایت میں آتا ہے کہ ان کے اس اعلان کے بعد تمام جانور جنگل سے کنارہ کش ہوکر چلے گئے اور حضرت سفینہ بھی بآسانی اپنی راہ پانے میں کامیاب رہے، جو کہ درحقیقت اسی ایمان کا نتیجہ تھا جس کی گرمی ان کے قلب میں موجود تھی۔

اسی طرح حضرت سعد اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما کے بارے میں

www.abulhasanalinadwi.org

آتا ہے کہ دریائے دجلہ کو پار کرنے کا ارادہ کیا، لیکن جب وہاں کشتیوں کو موجود نہیں پایا تو دیکھا کہ سب صاحبان ایمان حضرات ہی ساتھ میں ہیں، اس لیے اعلان فرمادیا کہ اپنے گھوڑوں کو یوں ہی دریا میں ڈال دیا جائے، روایت میں آتا ہے کہ تمام صحابہ مطمئن ہو کر دریا کو پار کر گئے اور ان کے کپڑوں تک کو پانی نے تر نہیں کیا، معلوم ہوا صحابہ کا یہ وہ ایمان تھا جس کے نتیجہ میں ان کو کسی پریشانی کا سامنا کرنا نہیں پڑتا تھا، اور وہ مشکل سے مشکل حالات کا بھی مقابلہ کرتے چلے جاتے تھے۔

اسی لیے صحابہ کرام کو جو مقام حاصل ہے وہ مقام بڑے سے بڑے ولی کو حاصل نہیں ہو سکتا ہے، لہٰذا اگر ان کے مقابلہ میں کوئی کسی ولی کو اونچا مقام دیتا ہے اور کرامات کے چکر میں پڑا رہتا ہے تو یہ بھی ان کی شان میں گستاخی ہوگی۔

ادب کا چوتھا درجہ

صحابہ کرام کے بعد اولیائے کرام کی عظمت کا مرتبہ ہے کہ ان کا بھی ادب کیا جائے اور اولیائے کرام سے دشمنی نہ کی جائے اور نہ ہی ان کو خدا سمجھا جائے کہ وہ جو چاہیں گے وہ ہو جائے گا، اس لیے کہ ایسا اختیار صرف خدا کی ذات کے ساتھ ہی خاص ہے، اس کے بعد عام مسلمان کے ساتھ ادب کا معاملہ اختیار کرنا ہے، جس کے اندر والدین ہیں، ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے رشتہ دار ہیں، ان کے دوست ہیں، اس کے علاوہ لوگوں کے ساتھ رہنے سہنے کے آداب، کھانے پینے کے آداب، لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے کے آداب بھی ہیں جن میں سے ہر ایک کی لمبی فہرست ہے، جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پورا اسلام ادب ہی سے وابستہ ہے۔

روحانی ترقی کا راز

ادب میں بسا اوقات دیکھنے میں کوئی کام معمولی لگتا ہے لیکن اس سے بڑے بڑے کام وابستہ ہوتے ہیں، مثلاً: حضرت مجدد الف ثانیؒ نے لکھا ہے "روحانی ترقی کا سب سے اہم راز یہ ہے کہ انسان دسترخوان پر اجتماعی کھانے کے اندر اپنے سے زیادہ دوسرے کو ترجیح دے"، چونکہ اس وقت انسان اپنی خواہش پر کنٹرول کرتا ہے اس لیے فرمایا: "ایسے شخص کی روحانی ترقی غیر معمولی تیزی سے ہوتی ہے،" اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ دیکھنے میں یہ معمولی چیز ہے کہ کھانے پر دوسرے کو ترجیح دی جائے لیکن اس کے اندر روحانیت میں غیر معمولی اضافہ کا راز بھی مضمر ہے۔

قرآن مجید کا ادب

اسی طرح قرآن مجید کا ادب بھی نہایت ضروری ہے، کیونکہ یہی ہماری وہ آخری کتاب ہے جو بطور دستور دی گئی ہے، جس سے ہم اپنی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی سنوار سکتے ہیں، ہمارا سب کچھ اللہ نے اس سے وابستہ کردیا ہے، لہٰذا جو شخص اپنے آپ کو قرآن سے وابستہ کرے گا وہی کامیاب ہوگا، اور جو قرآن سے اپنی زندگی کاٹ لے گا اسی قدر وہ دین سے بکھر جائے گا، اور اللہ کی نظروں سے دور ہو جائے گا، اس لیے قرآن مجید کے ادب کے سلسلہ میں یہ بات ذہن میں رہنا چاہیے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کا ادب ہر مسلمان کے ذمہ لازمی ہے، اور اسی ادب کے سلسلہ میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے

﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعة: ۷۹) (اس کو صرف وہی ہاتھ لگا سکتا ہے جو خوب پاک صاف ہو)

یعنی اس کے ظاہر کو وہی ہاتھ لگائیں جو پاک ہوں، معلوم ہوا بغیر پاکی کے قرآن مجید کو چھونا یہ اس کی بے ادبی ہے، اسی لیے یہ بڑی جرات کی بات ہے کہ قرآن مجید کے سلسلہ میں یہ بات کہی جائے کہ قرآن مجید کے لیے طہارت کی ضرورت نہیں ہے، یا یہ کہا جائے کہ قرآن مجید کو ہر آدمی ہر وقت چھو سکتا ہے، ایسا کہنا بالکل درست نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید کو چھونے کے لیے وضو ضروری ہے، البتہ اگر کوئی شخص بیمار ہے اس کا وضو باقی نہیں رہتا ہے اس کو اجازت ہے کہ پہلی بار وضو کرلے اس کے بعد تلاوت کرسکتا ہے، لیکن عام طور پر بغیر وضو کے قرآن مجید کو نہیں چھونا

www.abulhasanalinadwi.org

چاہیے، اسی لیے جب انسان وضو کے ساتھ چھوئے گا تبھی اس کا ادب ہوگا، اسی طرح اس کے ادب میں یہ بھی ہے کہ ظاہری الفاظ کو چھونے کے لیے جس طرح ظاہری وضو ضروری ہے، اسی طرح قرآن کے معانی کو سمجھنے کے لیے دل کا وضو ہونا بھی ضروری ہے، یعنی خدا کے احکام، ہدایات وتعلیمات کو چھونے کے لیے دل کا وضو ضروری ہے، اسی لیے جو لوگ دل کے وضو کے بعد قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اس کے احکام اور ہدایات سے واقف ہوتے ہیں تو قرآن مجید ان کو بہت اٹھاتا ہے، اور ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ بلند ہو جاتے ہیں، اور "قرآنی آدمی" کہلاتے ہیں، جس کو عربی میں "الرجل القرآنی" کہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا، توانہوں نے فرمایا:

"کان خلقه القرآن"(۱) (آپ کے اخلاق قرآن تھے)

گویا کہ آپ چلتا پھرتا ایک قرآن ہیں، اگر ان کو کوئی دیکھنا چاہتا ہے تو اس کتاب کو پڑھ لے، کیونکہ قرآن اور رسول الگ الگ نہیں ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک موقع پر اپنے اس کلام کو بھی "نور" کہا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی "نور" کہا ہے، لہٰذا جس کے ہاتھ میں یہ دونوں

(۱) مسند أحمد بن حنبل: ۲۵۳۳۸

www.abulhasanalinadwi.org

قرآن وسنت کے نور آجائیں تو اس کا راستہ کبھی تاریک نہیں ہوتا، اور اس کی منزل کبھی کھوئی نہیں ہوتی۔

قرآن مجید کا معنوی ادب

قرآن مجید کے ادب کے اندر ایک ادب یہ بھی ہے کہ انسان صحیح طور پر قواعد کی رعایت کے ساتھ تلاوت کرے، کیونکہ جو ثواب اس ادب کے ساتھ تلاوت کرنے پر حاصل ہوگا وہ اس کے علاوہ پر نہیں ہوگا، اسی طرح اس کے معانی ومفاہیم کو جو لوگ ادب کے ساتھ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو قرآن ان کے لیے کھل جاتا ہے اور جو لوگ بے ادبی کے ساتھ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں یعنی محض اپنی عقل وفہم کو بنیاد سمجھتے ہیں، تو ایسے حضرات معلومات کا ذخیرہ بہت کچھ جمع کر لیتے ہیں، لیکن وہ اس پانی کی طرح ہوتا ہے جس میں ملاوٹ ہو، یا وہ گدلا ہو، اسی لیے ایسی سوچ رکھنا ان کے دماغ کی کجی کی بات ہے، کیونکہ درحقیقت ان کے پاس دماغ ہے، لیکن اس میں کج ہے، اور فہم ہے لیکن ناقص ہے، اسی لیے ایسے لوگ بسا اوقات قرآن کے سلسلہ میں بعض ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جو قرآن کی بے ادبی ہوتی ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ادب کے ساتھ قرآن کے دربار میں آئے گا تو اس کے معانی کو بھی سمجھے گا ورنہ ظاہر ہے کہ اس کے بغیر ایسے لوگ اپنی تحریروں سے کجی پیدا کریں گے، تقریروں سے زیغ

www.abulhasanalinadwi.org

پھیلائیں گے، بلکہ آج لوگوں کی جرات اس حد تک بڑھ گئی ہے کہ عربی سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں لیکن اس جہالت کے باوجود بھی قرآن کی ترجمانی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے زیادہ بے ادبی و گستاخی کیا ہوگی کہ کوئی شخص بارگاہ قرآنی میں اپنی جہالت کے ساتھ آئے، نہ علوم شریعت سے آگاہ ہو، نہ عربی سے واقف ہو، نہ سیرت کو جانتا ہو۔

قرآن کا لحاظ

قرآن مجید کا ظاہری ادب ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کے کلام کو تمام کتابوں میں سب سے اوپر رکھنا چاہیے، کیونکہ اس کے مقابلہ میں دوسری کتابیں ہیچ ہیں، اس لیے یہ بات بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ کا کلام کوئی ہمارے اسکول کی کتاب کی طرح نہیں ہے کہ جیسا چاہیں اس کو رکھ دیں، جیسا چاہیں اس کے ساتھ معاملہ کریں، بلکہ اس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا چاہیے جو اس کے شایان شان ہے، اسی لیے یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس کو طہارت کے ساتھ چھونا ضروری ہے، لیکن چونکہ آج بے ادبی کا دور آگیا ہے، اس لیے آج اس مسئلہ کو بھی بڑھایا جارہا ہے، اور اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں گے، حالانکہ ایسی تلاوت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اس لیے کہ آدمی پھر دوسرے نظریہ سے تلاوت کرتا ہے، اور دوسری فکر کی وجہ سے بعض دفعہ قرآن اس پر لعنت کرتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

کیونکہ اگر کوئی شخص بے ادبی سے قرآن کی تلاوت کرے گا تو قرآن اس پر لعنت کرے گا، البتہ جو شخص باادب ہو کر قرآن کے دربار میں آئے گا تو قرآن اس کے لیے حجت بن جائے گا، اس کی سفارش کرے گا، غرض کہ مندرجہ بالا ادب کے تمام مراحل وہ بنیادی چیزیں ہیں جن سے ہماری معاشرت کا ادب درست ہوگا۔

سلام وکلام کا ادب

اس کے بعد سلام وکلام کا ادب ہے، اس کے لیے یہ دیکھنا ہوگا کہ اللہ کے رسول نے اور قرآن نے سلام وکلام کے کیا آداب بیان کیے ہیں؟ رہن سہن کے کیا آداب بتائے ہیں؟ کھانے پینے کے کیا آداب بتائے ہیں؟ زندگی گزارنے کے جو صالح اصول ہو سکتے ہیں وہ سب دین اسلام کے اندر وضاحت کے ساتھ بیان کردیئے گئے ہیں، جو کہ اسی دین کی خصوصیت ہے کہ اس میں ہر چیز کو کھول کھول کر بیان کردیا گیا ہے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت میں آتا ہے کہ ان سے یہود نے استہزاءً کہا: ان کو ان کے نبی ایک ایک چیز سکھاتے ہیں، چنانچہ حضرت سلمانؓ نے بڑے فخر سے فرمایا: جی ہاں، ہم کو ہمارے نبی ایک ایک چیز سکھاتے ہیں، یہاں تک کہ استنجاء کا طریقہ بھی بتاتے ہیں کہ کس طرح کرنا چاہیے، معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا طریقہ بتایا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

جس پر عمل کر کے نہایت خوش گوار زندگی گزاری جاسکتی ہے، اور اسی خوشگوار زندگی کو گزارنے کے لیے چھوٹے چھوٹے آداب کا خیال رکھنا بھی نہایت ضروری ہے، کیونکہ بعض دفعہ چھوٹی چیزوں کی رعایت نہ کرنے کے نتیجہ ہی میں انسان مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے، جیسا کہ گاڑی کے اندر پٹرول کے راستہ میں معمولی کچرا پھنسنے سے گاڑی آگے نہیں بڑھتی ہے، حالانکہ لاکھوں کی گاڑی کی سامنے معمولی کچرے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے، اسی طرح بسا اوقات چھوٹی چیزوں کے ادا نہ کرنے سے انسان پریشان ہو جاتا ہے، اسی لیے معمولی معمولی آداب کو بھی بیان کر دیا گیا، تاکہ ہر انسان ان آداب کو مدنظر رکھے، جن میں پہلے سلام ہے اور سلام کے بعد کلام ہے، پھر طعام ہے، اور اس کے بعد دیگر درجات ہیں۔

سلام ایک انمول نعمت

درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتوں میں سے سلام بھی اسی کی دی ہوئی ایک انمول نعمت ہے، کیونکہ ایسا سلام دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں ہے، اسی لیے ہر مذہب والے سلام کی معنویت کو سننے کے بعد حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اتنا جامع کوئی سلام نہیں ہے، اسی لیے کوئی GOOD MORNINIG کہتا ہے، کوئی good evening کہتا ہے، یا کوئی کسی کا نام لیتا ہے، اسی لیے ہر ایک اس بات

www.abulhasanalinadwi.org

پر حیران ہے کہ اسلام نے سلام کا طریقہ بھی بتایا ہے، کیونکہ اسلام کے علاوہ کسی بھی قوم کی کوئی ایک خاص چیز سلام کے لیے آج تک متعین نہیں ہوئی ہے، یہاں تک کہ ایک ہی مذہب کے اندر ہر ایک کا سلام الگ الگ ہے، لیکن اسلام نے جو سلام دیا ہے یہ ایسا سلام ہے کہ اس کے اندر سلامتی ہی سلامتی ہے، اس میں ایک دوسرے کو سلام کرنے سے دل کی کلی کھل جاتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر ایسے معانی رکھے ہیں کہ اگر کوئی سلام کو سمجھ کر کرے، تو اس کی بات ہی کچھ اور ہو، کیونکہ سلام کا لفظ اللہ کا نام ہے، گویا کہ اس نام کے اندر ساری سلامتی، برکت، رحمت چھپی ہوئی ہے، اور ہم کو ان سب چیزوں کی ضرورت ہے، رحمت کی بھی ضرورت ہے، برکت کی بھی ضرورت ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کے حصول کو آسان بنانے کے لیے سلام جیسی نعمت عطا فرمائی، گویا جس طرح روشنی اور پانی ہر انسان کے ضرورت کی چیز ہے، لہٰذا اللہ نے اس کو عام کر دیا اور اتنا عام کر دیا کہ اس کی اہمیت کم ہو گئی، یعنی غور ہی نہیں کیا جاتا کہ ہم اس کو کس قدر ضائع کر رہے ہیں، اور نہ جانے کتنے فائدے اس سے اٹھا رہے ہیں، اسی طرح سے ہوا کی نعمت ہے، جس میں ہم سانس لے رہے ہیں، اس کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جہاں ہوا نہ ہو، پہاڑ کی اونچائی پر اگر کوئی جائے، جہاں آکسیجن نہ ہو تو معلوم ہوگا کہ کس قدر ہوا کی قدر ہے، ایک مرتبہ میرا لداخ جانا ہوا، چونکہ وہ اونچی جگہ پر واقع ہے، اس لیے جب میں نے وہاں

www.abulhasanalinadwi.org

سجدہ کیا تو میری سانس اوپر کی اوپر، نیچے کی نیچے، بالکل عجیب کیفیت طاری ہوگئی، لہٰذا میں نے وہاں کے لوگوں سے جب یہ تکلیف ظاہر کی تو انہوں نے بتایا کہ آپ کو جو ہوا اپنے یہاں مل جائے گی وہ یہاں نہیں ملے گی، کیونکہ یہ بہت اونچی جگہ ہے، اس لیے یہاں آکسیجن کم ہو جاتی ہے، اسی لیے اولاً انسان کو یہاں کر اس کا عادی ہونا پڑتا ہے، اور ایک دو روز وہاں جا کر پہلے آرام کرایا جاتا ہے، پھر جلسہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔

سلام کا فائدہ

اسلام کے اندر سلام کی اس قدر تاکید کی گئی ہے کہ یہاں تک روایت میں آتا ہے کہ اگر دو لوگ کسی درخت یا دیوار کی آڑ میں ہو جائیں تو دوبارہ ملنے پر پھر سلام کریں، تاکہ مزید سلامتی، برکتی کا ماحول قائم رہے، اور اسی لیے سلام کے اندر دس نیکیوں کو مقرر فرمادیا ہے، البتہ اگر کوئی شخص پورا سلام یعنی:

"السلام علیکم ورحمة الله وبركاته"

کہے تو اس کے لیے دس سے تیس نیکیاں بھی لکھ دیئے جانے کا روایات سے علم ہوتا ہے، معلوم ہوا سلام پورے صحیح طریقہ سے ہونا چاہیے ایسا سلام نہ ہو جو کہ آج کے دور کا فیشن بن چکا ہے، کیونکہ ایسا سلام اسلام میں ہرگز مطلوب نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ آج لوگ سلام کی

www.abulhasanalinadwi.org

معنویت کو کھونے کے بعد اور اس پر عمل نہ کرنے کے بعد شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے گھروں میں برکت نہیں ہے، لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ آج ہم وہ سب کام چھوڑ بیٹھے ہیں جن سے برکت وابستہ ہے، حالانکہ اگر سلام کو سمجھ کر پابندی سے کیا جائے تو اس کی غیر معمولی برکتیں ہوں، اور سمجھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اسلام تو سمجھ ہی کا دین ہے، اس کے اندر اندھا بہرہ ہونے کا سوال ہی نہیں ہے، آج کل بسا اوقات ایسا تو ہو جاتا ہے کہ لوگ اپنے گھر سے نکل کر باہر والوں کو سلام کر لیتے ہیں لیکن گھر کے اندر ہرگز نہیں کرتے، حالانکہ اگر گھر میں جاتے ہوئے سلام کیا جائے تو انسان کی پریشانیوں کا آدھا بوجھ دور ہو جائے گا۔

سلام کے آداب

سلام کرنے کے آداب کو بیان کرتے ہوئے ایک ادب یہ بھی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے کہ جو شخص سوار ہو وہ پیدل والوں کو سلام کرے اور پیدل والا بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کرے، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص سلام کا جواب نہیں دیتا ہے تب بھی کرنے والے انسان کو سلام کرنا ہی چاہیے، لیکن آج کل یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص جواب نہیں دیتا تو اس کو سلام نہ کرنے ہی کی ٹھان لی جاتی ہے، تاکہ ناک نہ کٹے، یہ بھی عجیب وغریب بات ہے کہ آج کل لوگوں کی ناک ہر وقت کٹتی رہتی ہے، اسی لیے آج ہر

www.abulhasanalinadwi.org

آدمی ناک کے چکر میں ہے، جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ اگر اسلام سے تعلق ہوتا تو ہر انسان کو سلام کیا جاتا، لیکن آج کل یہ بھی ایک مرض ہے کہ آج کل لوگ پہچاننے کے بعد ہی دوسرے کو سلام کرتے ہیں، جو کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ انسان پہچان پہچان کر سلام کرے کہ یہ شخص میری برادری کا ہے، یہ میری قوم کا ہے، یہ میرا ساتھی ہے، یہ میری جماعت کا ہے، اس لیے ان کو سلام کریں گے ورنہ نہیں، اس لیے یہ بات بھی واضح ہونا چاہیے کہ اگر اخلاص کے ساتھ سلام کیا جائے گا تبھی اس کی برکت بھی ہوگی، اور انسان ہر پریشانی سے محفوظ رہے گا۔

مصافحہ

سلام کے بعد مصافحہ کا درجہ بھی ہے، جس کو کرنے پر جدا ہونے سے پہلے دونوں لوگوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے، جس کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ پاکیزہ چیز کو پسند کرتا ہے، اور پاکیزہ کے لیے "طیب" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، اور یہ لفظ قرآن وحدیث میں پاکیزہ مال، پاکیزہ مٹی کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے، اور بتایا گیا ہے کہ اگر پاک مٹی ہو اور اس سے تیمم کیا جائے تو انسان پاک ہو جاتا ہے، لہٰذا اسی طرح اگر کوئی انسان بھی طیب ہو اور وہ دوسرے انسان سے ملے تو وہ دوسرا بھی طیب یعنی پاک ہو جاتا ہے اور اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

دستک کا طریقہ

آداب معاشرت میں ایک ادب یہ بھی ہے کہ انسان کسی کے یہاں جائے تو پہلے دروازہ کھٹکھٹائے، اور آہستہ آواز میں دستک دے، اس کے بعد اگر وہ شخص اجازت نہ دے تو برا نہیں ماننا چاہیے اور واپس ہو جانا چاہیے، اسی طرح یہ بھی ایک ادب ہے کہ انسان جب کسی کے یہاں جائے تو اس کے گھر کے اندر دروازہ سے نہ جھانکے، اس لیے کہ روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص دروازہ سے جھانک رہا تھا، جس کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اس کو دیکھ لیتا تو اس کی آنکھ پھوڑ دیتا، اسی کے ساتھ ساتھ انسان کو کسی کے دروازے کے سامنے اس طور پر کھڑا ہونا چاہیے کہ وہ وہاں سے گھر میں نہ دیکھ سکے، اسی طرح جب وہاں بیٹھے تو ایسی جگہ بیٹھنا چاہیے جو مناسب جگہ ہو، جہاں مجلس میں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہیے، اسی طرح جب کئی لوگ ایک ساتھ بیٹھے ہوں تو دو لوگوں کو آپس میں بات نہیں کرنا چاہیے تاکہ تیسرے شخص کو تکلیف نہ پہنچے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے سامنے اگر کوئی شخص اپنی جگہ چھوڑ جاتا تو اس کی جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے اس لیے کہ آپ اس کو اسی کا حق سمجھتے تھے، اسی طرح مجلس میں اگر کسی کو چھینک آجائے اور وہ الحمد للہ کہہ دے یہ تو بڑی برکت کی چیز

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اس لیے اس پر یرحمك اللّٰہ کہنا چاہیے، اور چھینکنے والے کو اس کے جواب میں یھدیکم اللّٰہ و یصلح بالکم کہنا چاہیے۔

کھانے پینے کا ادب

ادب کا تعلق کھانے پینے سے بھی ہے، کیونکہ کھانے پینے کا تعلق ہر انسان سے ہے، دنیا میں آج تک کوئی انسان ایسا پیدا نہیں ہوا جس کو کھانے پینے کی ضرورت نہ ہو، چاہے نبی ہو، چاہے ولی ہو، اسی وجہ سے قرآن مجید میں انبیائے کرام کے بارے میں اہل کفر کا قول نقل کیا ہے جن کو اس بات پر تعجب ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہو کر کھاتے ہیں، گویا ان کے ذہن میں یہ تھا کہ جب نبی ہیں تو کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی، جیسا کہ آج کل بھی لوگ غلط فہمی سمجھ لیتے ہیں کہ اللہ کے نیک بندوں کو کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے، بلکہ بعض لوگ اسی کو کمال سمجھتے ہیں کہ کون بزرگ ایسا ہے جو سب سے زیادہ بھوکا رہتا ہے، حالانکہ کھانا نہ کھانا کمال شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو "کرتوی" کہا جائے گا، اور "کرتوی" جادوگر دکھاتا رہتا ہے، لہٰذا بزرگی کی صحیح تعریف یہ ہے کہ انسان کھانا کھائے لیکن آداب کے ساتھ کھائے، حلال کھائے حرام نہ کھائے، جس کی تفصیلات قرآن وحدیث میں بیان کردی گئی ہیں، اسی طرح بسم اللہ کرکے کھائے، یہ سمجھ کر کھائے کہ اوپر والے کا کرم ہے جس

www.abulhasanalinadwi.org

کے نام پر بیٹھ کر کھا رہا ہوں، اس لیے کہ اللہ کا کرم نہ ہو تو ایک لقمہ بھی منھ کے اندر جانے سے انکار کرسکتا ہے، کیونکہ طبی لائن سے واقف حضرات یہ بخوبی جانتے ہیں کہ جب انسان سانس لیتا ہے تو کھانے کی نالی بند ہو جاتی ہے، اور جب کھانا اندر جاتا ہے تو سانس کی نالی بند ہو جاتی ہے، اس طرح یہ نظام اللہ کی طرف سے چل رہا ہے، اسی لیے بسم اللہ کر کے کھانے کو کہا گیا ہے، اور یوں بھی کہا گیا کہ ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کیا جائے، کیونکہ ہر جگہ اسی کا حکم چل رہا ہے، اس کے بعد کا درجہ یہ ہے کہ انسان اس کھانے کو اللہ کی نعمت سمجھ کر خوش دلی سے کھائے، کیونکہ یہ بھی اللہ کا ایک نظام ہے کہ کسی کو یہ پسند کسی کو وہ پسند، اس لیے کہ اگر ہر آدمی کو ایک ہی چیز پسند ہو جاتی تو مارکیٹ والے بھی پریشان ہو جاتے، کہ ایک ہی چیز سب لینے چلے آرہے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سب کا ذوق بھی الگ الگ کر دیا، اسی لیے کتنے لوگ ایسے ہیں کہ انگور کو نہیں کھاتے لیکن کیلا کھا لیتے ہیں، کیونکہ ہر ایک کے ذوق کی بات ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ انسان جس چیز کو نہ کھائے اس کی برائی بھی نہ کرے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج تھا کہ اگر آپ کو خواہش ہوتی تھی تو کھا لیتے تھے ورنہ عیب نہیں نکالتے تھے، کیونکہ ہر ایک کے ذوق کی بات الگ ہوتی ہے، جیسے ہم ساؤتھ والوں کا کھانا نہیں کھا سکتے، اور وہ ہمارا کھانا نہیں کھا سکتے لیکن دونوں کا ایک دوسرے کو برا کہنا غلط ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کھانے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ انسان ہر طرف سے کھانا کھائے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ انسان ایک طرف سے کھائے، البتہ اگر پھل وغیرہ جیسی کوئی چیز ہو تو اس میں ادھر ادھر سے اٹھا لینے کے اندر کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح یہ بھی ایک ادب ہے کہ ہر چیز داہنے ہاتھ سے کھانا چاہیے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کام کرنے میں اپنا داہنا ہاتھ بہت پسند تھا۔

دودھ کی نعمت

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت دودھ کی نعمت بھی ہے، جس میں کھانا بھی ہے، پینا بھی ہے، اور اس کی دعا بھی الگ ہے، تاکہ مزید برکت ہو، اسی لیے دودھ کی دعا میں مزید کی دعا منگوائی گئی ہے۔

"اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه"(۱) (اے اللہ! ہم کو اس میں برکت سے اور اضافہ فرما)

پانی کی نعمت

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک اور بڑی نعمت پانی کی نعمت ہے، پانی کے سلسلہ میں ہمارے اکابر کے متعلق آتا ہے کہ وہ ٹھنڈا پانی پیتے تھے، خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی پسند تھا، کیونکہ ٹھنڈا پانی

(۱) کنز العمال: ۴۰۴۷۲

www.abulhasanalinadwi.org

پینے کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان کی رگ رگ سے الحمد للہ نکلتا ہے، اسی لیے چائے والا کبھی الحمد للہ نہیں کہتا ہے، کیونکہ وہ گرم ہوتی ہے، ممکن ہے اتنا کہہ دیا جائے کہ چائے اچھی ہے، لیکن الحمد للہ عموی طور پر نہیں کہا جاتا، برخلاف ٹھنڈے پانی کے کہ اس کے اندر ایک ایک گھونٹ میں الحمد للہ زبان سے نکلتا ہے۔

پینے کے آداب میں یہ بھی ہے کہ انسان دو یا تین سانس کے اندر پانی پیے، نہ کہ اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں پانی چڑھا جائے، اسی طرح جب پانی پیے تو اللہ کا نام لے کر پینا شروع کرے، اور اس کے بعد اللہ کی تعریف کرے۔

کپڑے پہننے کا مسنون طریقہ

کپڑے پہننے کے سلسلہ میں روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑا پسند فرماتے تھے، البتہ ہر رنگ کا کپڑا پہننے کی بھی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ وہ کپڑا عورتوں کے کپڑوں سے مشابہ نہ ہو، اس لیے کہ آپ نے مشابہت سے لعنت فرمائی ہے، لہٰذا عورت کا زنانہ لباس ہونا چاہیے، مرد کا مردانہ لباس ہونا چاہیے، البتہ مردوں کے لیے سفید کپڑا بہتر ہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کی چیزیں مردوں کے لیے حرام قرار دی ہیں، اور عام کپڑا استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، اسی طرح کپڑے

www.abulhasanalinadwi.org

پہننے کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ ٹخنوں سے نیچے جو حصہ ڈھکا رہے گا اس کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ جہنم میں ہوگا، اسی لیے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے: بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا و عدم رضا منسلک ہو چکی ہے، اگر کوئی اس کا استعمال کرے گا تو عدم رضا کے کاموں سے اللہ کی ناراضگی ملے گی، اور رضا کے کاموں سے رضا ملے گی، ان میں سے ایک پائجامہ کو اوپر رکھنے میں رضائے الٰہی کا ہونا ہے اور نیچے ہونے میں رضائے الٰہی کا نہ ہونا ہے، البتہ اگر کوئی شخص اپنے پیٹ کی وجہ سے مجبور ہے تو وہ معفو عنہ ہے، لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا غلط ہے، ہاں اگر دھوکہ یا مجبوری میں ہو جائے تو اس کا مسئلہ الگ ہے۔

سفر کے آداب

اسی طرح سفر کرنے کے آداب یہ ہیں کہ انسان تنہا سفر نہ کرے، کیونکہ تنہائی کے سفر میں بہت خرابیاں ہوتی ہیں، حضور اکرم ﷺ نے بھی اس سے منع فرمایا ہے، بالخصوص رات کو تنہا سفر نہیں کرنا چاہیے، البتہ اگر سفر میں تین آدمی ساتھ میں ہوں تو بہتر ہے، اس لیے کہ ایک روایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص تنہا سفر کرے تو وہ شیطان ہے دو ہیں تو دو شیطان ہیں، البتہ اگر تین لوگ ہیں تو وہ ایک قافلہ مانا جائے گا،

www.abulhasanalinadwi.org

اور تین لوگوں کے اندر سفر کرنے کے آداب میں یہ ہے کہ کسی ایک کو امیر بنالیا جائے، جس سے امارت کی اہمیت کا اندازہ بھی ہوتا کہ ایک معمولی سفر جس میں تین آدمی ہیں اس میں بھی ایک امیر ہونا چاہیے اور زندگی کا سفر اتنا طویل ہے اس میں کوئی نہ ہو تو کیا ہوگا؟ اس سے خود اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہر دور میں رہنمائی اور امارت کی کتنی شدید ضرورت ہے، اسی لیے اس وقت مسلمانوں کو جو چیز گھن کی طرح کھا رہی ہے ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کا کوئی امیر نہیں ہے، جس سے مسلمان وابستہ ہوں اور اپنے مسائل میں اس سے رجوع کرسکیں، درحقیقت مسلمانوں کے درمیان سے یہ امارت ایک منصوبہ بندی کے تحت چالاکی دعیاری کے ساتھ ختم کی گئی تھی جس کا آج تک دوبارہ احیاء نہ ہوسکا، اور اسی کی وجہ سے ساری امت اور ساری دنیا کے تمام مسلمان سب کے سب گناہ گار ہیں، اس لیے کہ ان کا جو امیر المومنین ہونا چاہیے وہ آج نہیں ہے، غرض کہ جس طرح ایک مختصر سفر میں امیر کی ضرورت ہے، اسی طرح آخرت کے طویل ترین سفر کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنا امیر کسی کو بنالے، جس سے وہ مشورہ کرسکے، اور اپنے مسائل پوچھ سکے، کیونکہ مشورہ کے بعد ندامت نہیں ہوتی اور استخارہ کے بعد ناکامی نہیں ہوتی، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی کام کو استخارہ کے بعد کرے تو ناکام نہیں ہوگا، اور اسی طرح اگر مشورہ کے بعد کرے تو شرم سار نہیں ہوگا، یعنی نادم نہیں ہوگا، اور امیر اصلاً

www.abulhasanalinadwi.org

مشورہ کے لیے ہی ہوتا ہے، جس کی مختلف شکلیں ہیں، انہی میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کسی بزرگ سے باقاعدہ اپنا اصلاحی تعلق قائم کرے، اور اس سے اپنی زندگی کے سلسلہ میں مشورہ لیتا رہے، اس کے ذریعہ سے بھی اس کے کام، اس کے مسائل حل ہوتے رہیں گے، غلط راستے پر جانے سے بچتا رہے گا، لیکن آج کل چونکہ بے راہ روی کا دور دورہ ہے، اس وجہ سے ہر شخص اپنی رائے میں مگن ہے اور اپنی راہ چل رہا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ ہر شخص گمراہی کے راستہ پر جا رہا ہے، فتنے بڑھتے جا رہے ہیں، لوگ اس میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں۔

اسی طرح سفر کے آداب میں یہ بھی ہے کہ انسان جب سفر سے واپس ہو تو اپنے گھر پر پہلے اطلاع دے دے، اگر ممکن ہو تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد گھر جائے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا، جس کی حکمت یہ تھی کہ سفر کی جو برکتیں لے کر آئے ہوں ان کا امتداد ہو جائے۔

زندگی گزارنے کا طریقہ

اسی طرح انسان کی عام زندگی کے متعلق بھی ایک ادب یہ ہے کہ انسان زندگی اس طرح گزارے کہ دنیا کے معاملہ میں ہمیشہ اپنے سے چھوٹے لوگوں کو دیکھا جائے، ورنہ ہر شخص اگر اپنے سے اونچے مقام والے کو دنیوی اعتبار سے دیکھے گا تو پریشان رہے گا، لیکن اگر اپنے سے

www.abulhasanalinadwi.org

نیچے درجہ والے لوگوں کے ساتھ کوئی شخص رہے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں قدر رہے گی، ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں امیروں کی صحبت میں رہا، لیکن وہاں اس قدر غم میں ڈوبا رہتا تھا کہ ان کی گاڑی میری گاڑی سے اچھی، ان کے کپڑے میرے کپڑے سے اچھے ہوتے تھے، ان کا گھر میرے گھر سے اچھا ہوتا تھا، اس لیے میں ہر وقت غم میں ڈوبا ہوا رہتا تھا کہ کاش میرا بھی یہی حال ہوتا، لیکن اس کے بعد جب میں غریبوں کے پاس جا کر بیٹھنے لگا تو مجھ کو اللہ تعالیٰ نے سکون عطا فرمادیا، کیونکہ میں جب ان کے رہنے سہنے کو دیکھتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ سب چیز ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اچھی دے رکھی ہے۔

اسی لیے اگر کوئی شخص اپنے اوپر اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اسپتالوں میں جائے، اور وہاں کا معائنہ کرے کہ کیسے کیسے مریض وہاں ہیں، اور ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو کیسی نعمتوں سے نوازا ہے، کیسی صحت و تندرستی سے نوازا ہے، درحقیقت اگر کوئی انسان ان نعمتوں پر غور کرے تو اس کے دل سے شکر کے کلمات نکلیں گے، لیکن آج پیسہ کی ایک ریس ہے، ہر شخص پیسہ کے پیچھے پڑا ہوا ہے، حد سے زیادہ دلوں کے اندر پیسہ کی محبت بسی ہوئی ہے، حالانکہ ہمارے بزرگان دین کا حال اس کے بالکل برعکس تھا، حضرت

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا علی میاں ندویؒ کا حال یہ تھا کہ اگر ان کے سامنے مٹی اور سونے کا ڈلا رکھ دیا جاتا تو ان کے لیے دونوں ہی برابر ہوتے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا دنیا کے معاملہ میں انسان کو اپنے سے نیچے کو دیکھنا چاہیے اور دین کے معاملہ میں اپنے سے اونچے شخص کو دیکھنا چاہیے۔

راستوں کا حق

اسی طرح معاشرت کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ انسان اگر دو کانوں پر بیٹھا ہے، یا سڑک کے کنارے وغیرہ پر بیٹھا ہے تو اس کا حق ادا کرے جس کی تعلیم خود رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دی ہے اور یہ بھی وضاحت فرمادی ہے کہ ان کا حق یہ ہے کہ ایسی جگہوں پر اپنی نگاہوں کو نیچا رکھا جائے، گپ شپ سے گریز کیا جائے، اگر کوئی شخص راستہ معلوم کرے تو اس کی صحیح رہنمائی کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

عورتوں کے ساتھ احتیاط

معاشرت کے آداب میں یہ بھی ہے کہ انسان تنہائی میں کسی عورت سے ملاقات نہ کرے، کیونکہ قرآن مجید میں عورتوں کے متعلق فرمایا گیا ہے

﴿إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ﴾ (یوسف: ۲۸) (یقیناً تمہاری مکاریاں معمولی نہیں ہیں)

www.abulhasanalinadwi.org

یعنی ان کا مکر بہت بڑا ہے، جب کہ شیطان کے لیے

﴿إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفاً﴾ (النساء: ۷۶) (بلاشبہ شیطان کی چال ہی بودی ہے)

کہا گیا ہے، یعنی شیطان کی چال نہایت کمزور ہوتی ہے، لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ انسان کو عورتوں سے چوکنا رہنا چاہیے، کیونکہ عورت انسان کے دل میں گھس جاتی ہے، اسی لیے آپ ﷺ سے جب دیور کے متعلق معلوم کیا گیا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو فرمایا: دیور موت ہے، یعنی یہ بہت نازک رشتہ ہے، لیکن آج یہاں اس کو مذاق سمجھا جاتا ہے، حالانکہ بسا اوقات یہ رشتہ قتل کی نوبت بھی لے آتا ہے، اور اسی کی وجہ سے آج ہر گھر میں خرابیاں آرہی ہیں، جس سے ہر کوئی پریشان ہے، اس لیے اگر کسی شخص کی شادی ہوگئی ہو تو بہتر ہے ورنہ بہت احتیاط کی ضرورت ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے تنہائی میں بات کرے، لیکن افسوس یہ کہ آج کل یہی چیز فیشن بنی ہوئی ہے، ہر شخص عورت کے ساتھ گھوم رہا ہے، یہاں تک کہ آج ترقی یافتہ علاقوں کا حال یہ ہے کہ وہاں سڑکوں پر ہر مرد کے ساتھ ایک عورت ٹہلتی نظر آتی ہے، اور ہمارے ملک میں بے شرمی کا یہ ماحول درحقیقت مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے، کہ آج ہر ایک کا ذوق اس قدر خراب ہوگیا ہے کہ ہر کوئی اس بے حیائی کو اچھا سمجھ رہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسے un natural کام کئے

www.abulhasanalinadwi.org

جائیں گے تو ممکن ہے کہ کچھ دیر کے لیے انسان کو مزا حاصل ہو جائے، لیکن اس کے بعد انسان کے حق میں سوائے تکالیف و پریشانیوں میں مبتلا ہونے کے کچھ نہیں ہوگا، یہی وجہ ہے کہ ایسے ترقی یافتہ لوگ دیکھنے میں بہت خوشنما نظر آتے ہیں، لیکن اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ جگہیں خودکشی کے اڈے بنے ہوئے ہیں، اسی لیے ہم سب متبعین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، اور لوگوں کے ساتھ بالخصوص عورتوں کے ساتھ اسلام کے اندر میل جول کے جو طریقے بتائے گئے ہیں، اسی کے مطابق معاملہ کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نصیحت و خیر خواہی

نصیحت کا لفظ عربی اور اردو دونوں زبانوں میں مستعمل ہے، لیکن اردو میں اس کے معنی بہت محدود ہو گئے ہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ نصیحت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کو کوئی نصیحت کرے، لیکن عربی نصیحت کے وسیع معنی ہیں اور اس کے اندر غیر معمولی معنویت پائی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کا ترجمہ کسی ایک لفظ سے نہیں کیا جا سکتا، لیکن جس کے ساتھ بھی اچھائی کا سلوک کیا جائے یا بہتری کا معاملہ کیا جائے اور کسی کے لیے بھلی بات سوچی جائے اور اس کے ساتھ بھلا کیا جائے، غرض ہر جہت سے ایسے امور کو نصیحت کہا جاتا ہے، نصیحت کا مقام درحقیقت بہت بلند مقام ہے، کیونکہ نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل اتنا پاک صاف ہو جائے اور دماغ ایسا صاف ستھرا ہو جائے کہ وہ کبھی کسی کے سلسلہ میں برا بھی نہ سوچے، اور جو ذمہ داریاں اس کے اوپر عائد کی گئی ہیں وہ انہی کو پورا کرنے میں مصروف رہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حدیث شریف میں مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند بتایا گیا ہے، جس کی تشریح کو سمجھنے سے نصیحت کا مفہوم بھی سمجھ میں آسکتا ہے، وہ اس طور پر کہ اللہ نے جس طرح جسم کے مختلف اعضاء کو بنایا ہے، مثلاً: ناک، کان، ہاتھ پیر، جن میں سے ہر ایک کا اپنی جگہ ایک خاصہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں بھی ہر ایک کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے، گویا کہ جس طرح آنکھ کا دیکھنا کام ہے، کان کا سننا کام ہے، اسی طرح مختلف انسانوں کی مختلف ذمہ داریاں ہیں، اسی لیے پورے معاشرہ کو ایک جسم کی مانند قرار دیا گیا ہے کیونکہ ہر ایک کا اپنا ایک الگ کام ہے، اب اگر معاشرہ کے یہ اعضاء اپنا صحیح کام کریں اور ایک دوسرے کو کوئی دخل نہ دے، بلکہ باہم تعاون کریں، تو اس تعاون کا کرنا ہی خیر کے خواہی کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے جس کو نصیحت بھی کہا جا سکتا ہے۔

انبیاء کی تعلیمات سراپا نصیحت

نصیحت یا خیر خواہی کا بہترین نمونہ انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگی میں دیکھا جا سکتا ہے، کیونکہ قرآن میں ہر نبی کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ وہ نصیحت والا ہے اس لیے کہ وہ سب کا بھلا چاہتا ہے، اور یوں بھی ان کی تمام تر تعلیمات انسانیت کے لیے خیر خواہی پر مبنی ہوتی ہیں، یہ الگ بات ہے کہ ان کی تعلیمات بسا اوقات انسان کی سمجھ میں نہ آسکیں، لیکن یہ نا

www.abulhasanalinadwi.org

ممکن ہے کہ وہ تعلیمات انسانیت کے لیے خیر خواہی پر مبنی نہ ہوں، جس کو یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ جس طرح کسی کے گردے یا پتھری کا آپریشن کیا جاتا ہے یا کسی بیمار کو کڑوی دوا دی جاتی ہے تو ظاہری اعتبار سے اس وقت مریض کو نہایت سخت تکلیف بھی ہوتی ہے اور کوئی یہ نہیں پسند کرتا کہ آپریشن کردیا جائے لیکن حکمت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ آپریشن کیا جائے اس لیے کہ اس سے اس کی زندگی وابستہ ہوتی ہے، اور ایسے وقت میں اس کا زبردستی آپریشن کرانا ہی خیر خواہی سمجھا جاتا ہے، بالکل اسی طرح انسان کا حال ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام انسانیت کی جو بھی تعلیمات دیتے ہیں بسا اوقات ان تعلیمات کو ہم اپنے حق میں اچھا نہیں سمجھتے لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ تعلیمات سراپا خیر خواہی پر مبنی ہوتی ہیں، کیونکہ ہر نبی کے ساتھ چند صفات ایسی ہیں جو اس سے جڑی ہوئی ہیں، مثلاً: نبی کا ناصح ہونا، امین ہونا، دعوت دین پر اجرت کا طلب نہ کرنا، یہ تین وہ صفات ہیں جو ہر نبی کے اندر قرآن مجید میں ذکر کی گئی ہیں، یعنی جن سے کوئی نبی جدا نہیں ہے، اور ان تمام صفات کو ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم السلام جو بھی تعلیمات دیں گے وہ انسانیت کی بہی خواہی پر ہی مبنی ہوں گی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کی مشابہت، اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا، جو کہ انسانوں کے حق میں خیر خواہی ہے، لیکن اب چونکہ زمانہ اتنا الٹا ہوگیا کہ بہت سے مرد عورت بننے کے چکر

www.abulhasanalinadwi.org

میں رہتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے لیے آپریشن بھی کرانا پڑ جائے تو کرواسکتے ہیں، جب کہ یہ کام خیر خواہی کے بالکل خلاف ہے، لیکن آج کل چونکہ خیر خواہی کا دور ہی ختم ہوتا جا رہا ہے اس لیے یہ ساری باتیں بھی اچھی سمجھی جارہی ہے، یہاں تک کہ آج کل کا نعرہ یہی ہے کہ جو چاہے گھڑے میں گرے اس کو گرنے دیا جائے، کسی کو بچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ ہر ایک اپنے طور پر آزاد ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔

خیر خواہی

حضرت محمد ذوالنفس الزکیہ بزرگ جو اہل بیت میں سے ہیں، جن کا منصور سے مقابلہ بھی ہوا ہے، جس کے اندر اکثر عوام انہی کے ساتھ تھی، یہاں تک کہ بڑے بڑے علماء بھی ان کا ساتھ دے رہے تھے، اور منصور بار بار پسپا ہو رہا تھا، آخر میں اس کے پاس کوئی ایسا حربہ باقی نہ رہا جس سے جنگ کو جیتا جاسکے، اس لیے کسی نے منصور کو یہ مشورہ دیا کہ حضرت محمد ذوالنفس الزکیہ ہی سے جاکر معلوم کرو کیونکہ وہ بہت دور اندیش اور ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ فرماتے ہیں، چنانچہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور جنگ کے جیتنے کا راز معلوم کیا، تو شیخ صاحب نے بتایا کہ اپنی فوج کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا معاملہ کرو کیونکہ جنگ کا پانسہ اسی کے ہاتھ میں رہتا ہے، حالانکہ یہ مشورہ وہ خود اپنے ہی خلاف

www.abulhasanalinadwi.org

دے رہے تھے لیکن مشورہ دینے سے اس لیے باز نہیں آئے کہ یہ خیر خواہی کے خلاف تھا کہ کوئی انسان مشورہ مانگے اور اس کو مشورہ نہ دیا جائے، بہر کیف جب دوبارہ جنگ ہوئی تو آپ کو شہید کر دیا گیا، اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خیر خواہی کے اندر یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ ہمارا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خیر خواہی کی اہمیت

عَنْ تَمِيمِ بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ" (ثَلَاثًا) قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُوْلِهِ، وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَعَامَّتِهِمْ. (۱)

ترجمہ:- حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی اور نصیحت کا نام ہے، آپ نے تین مرتبہ فرمایا، ہم نے سوال کیا، اللہ کے نبی! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کی کتاب کے لیے، اور اس کے رسول، مسلمان پیشواؤں اور ان کے عوام کے لیے۔

(۱) صحیح مسلم: ۵۵

www.abulhasanalinadwi.org

فائدہ:- خیر خواہی کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے متعلق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اور یہ عقیدہ ہو کہ ہر کام کا بنانے والا اور بگاڑنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اسی طرح نبی پاک ﷺ سے خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ہو اور ان کی سنتوں کا اتباع ہو، سنتوں کی اشاعت واحیاء بھی ہو وغیرہ وغیرہ، اور اللہ کی کتاب کے ساتھ خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر ایمان ہو اور اس کے احکامات کی تعمیل ہو، اور جن چیزوں سے روکا گیا ہو ان سے رکنا ہو، اسی طرح اگر کوئی بات کتاب الٰہی کے خلاف پیش آجائے تو اس کے لیے جد و جہد کی جائے، اور لوگوں کی غلطی کو دور کیا جائے، اور اس کے لیے محنت کی جائے، اور مسلمانوں کے ذمہ داران کے ساتھ خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور اگر وہ کہیں کوئی اہم بات بھول رہے ہوں تو ان کو یاد دلایا جائے، عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے آئندہ سطور میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ملاحظہ فرمائیں جس کے اندر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حقوق بیان کیے گئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

خیر خواہی ہر مسلمان کا حق

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم عَلٰى اِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.(۱)

ترجمہ:- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز قائم کرنے، زکاۃ دینے، اور دل میں ہر مسلمان کے لیے جذبۂ خیر رکھنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

فائدہ:- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے لیے بازار بھیجا، چنانچہ غلام ایک عمدہ قسم کا گھوڑا صرف چار سو روپیہ کی قیمت میں

(۱) صحیح البخاری: ۵۷

www.abulhasanalinadwi.org

خرید لایا، جس کو دیکھ کر حضرت جریر کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ یہ چیز خیر خواہی کے خلاف ہے، چنانچہ جس شخص سے گھوڑا خریدا گیا تھا اس کے پاس بذات خود تشریف لے گئے اور اس سے کہا: تم نے کتنے میں بیچا ہے، اس نے جواب دیا: چار سو میں، آپ نے فرمایا: مجھ کو پانچ سو کا دے دو، اس نے کہا: میں بیچ چکا ہوں، آپ نے فرمایا: چھ سو میں دو گے؟ اس نے منع کیا، یہاں تک کہ اس سے آٹھ سو روپئے کا طے کیا اور اس کو آٹھ سو روپئے دے کر کہا: تم دھوکہ میں تھے یہ گھوڑا چار سو کا نہیں بلکہ اس کی قیمت اصلاً تقریباً آٹھ سو روپئے ہوتی ہے، کیونکہ یہ گھوڑا بہت اعلی نسل کا ہے، اور چونکہ میں تمہارے لیے خیر خواہ ہوں، اور میں کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتا، اس لیے میں خود چل کر تم کو مزید پیسہ دینے آیا تھا۔

غرض کہ خیر خواہی کا دائرہ نہایت وسیع ہے، جس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ جہاں پر جس چیز کی ضرورت محسوس ہو اس کو پورا کر دیا جائے یہی اس کے ساتھ خیر خواہی ہوگی، یہاں تک کہ شہد میں موم گر جائے اس کو الگ کرنا، کپڑا پھٹ جائے اس کو سینا بھی اس کے ساتھ خیر خواہی میں شمار کیا جائے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

پسند کا معیار

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.(۱)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کامل مومن اس وقت تک نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

فائدہ:- اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ جو کام کررہے ہیں وہی کام اپنے دوسرے بھائی سے بھی لینا شروع کردیا جائے، مثلاً: کوئی شخص (الف، ب، پڑھا رہا ہے) اور دوسرا شخص بخاری

(۱) صحیح البخاری: ۱۳

www.abulhasanalinadwi.org

شریف کا درس دے رہا ہے، اور وہ یہ سوچے کہ اس کو بھی بخاری پڑھانی چاہیے تو یہ غلط ہوگا اس لیے کہ وہ بخاری کا عالم ہی نہیں ہے، لیکن ہاں یہ سوچنا درست ہوگا کہ اگر میں بخاری کی جگہ (الف، ب) پڑھاتا، تو میں اس کے لیے بھی یہی پڑھانا اچھا سمجھتا۔

اسی لیے حضرت ابوذرؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی کہ تم والی یعنی ذمہ دار (حاکم) نہ بننا، کیونکہ میں تمہارے لیے وہی چاہتا ہوں جو اپنے لیے چاہتا ہوں، حالانکہ آپ تو سب کے والی تھے، لیکن یہی بات سمجھانے کے لیے یہ فرمایا کہ اگر میں ابوذر ہوتا تو اپنے لیے والی نہ ہونا ہی اختیار کرتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپس میں مسلمانوں کے چھ نمایاں حقوق

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ قَالَ: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ، (قِيلَ: مَا هُنَّ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ:) اذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَاذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَاذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَاذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَاذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَاذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں، جب اس سے ملو تو سلام کرو، جب وہ دعوت دے تو قبول کرو، جب تم سے نصیحت کی درخواست کرے تو

(۱) صحیح مسلم: ۲۱۶۲

www.abulhasanalinadwi.org

اس کو نصیحت کرو، اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے تو تم اس پر یرحمک اللہ کہو، جب وہ بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جاؤ، اگر اس کا انتقال ہو جائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ۔

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث میں بتایا گیا کہ جب آپس میں ملاقات ہو تو پہلے سلام کرو، کیونکہ سلام ایک ایسی چیز ہے جس سے انسان کے اندر کسی انسان کی طرف سے آنے والی کدورتیں زائل ہو جاتی ہیں، اور لڑائی جھگڑے سے وہ محفوظ رہتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر میں برکات کا نزول ہوتا ہے، لیکن آج کل لوگ برکت کے اس نسخہ کو چھوڑ کر دوسرے تعویذات اور نسخوں کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کسی طرح سے گھر میں برکت ہو جائے، حالانکہ آپ نے فرمادیا کہ جب گھر میں داخل ہوں تو سب سے پہلے سلام کرو، کیونکہ سلام کرنا باعث برکت ہے، لیکن آج کل معاملہ بالکل الٹا ہو گیا ہے کہ انسان اپنے گھر والوں کو سلام کرنے میں جھجک محسوس کرتا ہے لیکن باہر تعلقات والوں کو خوب سلام کرتا ہے، حالانکہ صحابہ کرام کا یہ طریقہ نہیں تھا، بلکہ سلام تو اپنوں اور غیروں کو سبھی کو کرنا ضروری ہے، کیونکہ سلام کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو سلام میں پہل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تیس نیکیاں لکھ دیتا ہے لیکن افسوس کہ آج ہمارے سامنے یہ چیز پیش نظر نہیں رہتی بلکہ صرف معاشرہ کے لحاظ میں سلام

www.abulhasanalinadwi.org

کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے سلام کے برکات سے محرومی رہتی ہے۔

اگر کوئی مسلمان بھائی کسی کی دعوت کرے تو اس کو قبول کرنا بھی ضروری ہے، اور اس کے اندر یہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ ہم کو پیسہ والا بلا رہا ہے یا غریب بلا رہا ہے، اس لیے کہ عموماً اس میں بھی یہ ہوتا ہے کہ اگر پیسہ والا بلاتا ہے تو جاتے ہیں ورنہ توجہ بھی دینا مشکل ہوتا ہے، کیونکہ ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ غریب کی دعوت میں سوائے دال روٹی کے اور کیا ہوگا، حالانکہ امراء کی دعوت میں غالب امکان یہ رہتا ہے کہ کہیں حرام مال کی آمیزش نہ ہو، اسی لیے حضرت مولانا علی میاںؒ اس بات کا خاص خیال رکھتے تھے کہ کہیں کسی ایسے شخص کے یہاں کھانے کی نوبت نہ آجائے جس کا مال مشتبہ ہو، اس لیے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایسے شخص کا مال کھانے سے عبادات میں لطف ختم ہو جاتا ہے، اسی لیے ہمارے اکابر کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ایسی جگہوں سے اکثر اجتناب برتتے تھے اور غرباء کی دعوت کو ترجیح دیتے تھے۔

دعوت قبول کرنے کا فائدہ

حضرت سید احمد شہیدؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے ایسے ایسے لوگوں کی دعوت کو قبول کیا جن کو معاشرہ میں کوئی خاص مقام بھی نہیں دیا جاتا تھا، لیکن سید صاحب نے ان لوگوں کی بھی دعوت کو باصرار قبول

www.abulhasanalinadwi.org

فرمایا، کیونکہ ان کا مزاج خیر خواہانہ تھا اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ جو غریب آدمی ہے وہ بھی ان کا بھائی ہے اور جو برکت اس کی دال روٹی میں ہوگی وہ امیروں کے مرغوں میں بھی نہیں آسکتی، اور یہ حقیقت ہے کہ اگر انسان اس طرح عاجزی وانکساری کے ساتھ محبت کا معاملہ کرتا ہے تو اس کے ذریعہ سے دعوت کے میدان میں بھی خاصہ فائدہ ہوتا ہے۔

سید احمد شہیدؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ایک مرتبہ ٹیلہ والی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک چوروں کی ایک جماعت آئی، جن کو سید صاحب نے نہایت اکرام کے ساتھ اپنے پاس بلایا، اور اچھی اچھی باتیں کیں، جن کا اثر یہ ہوا کہ وہ پوری جماعت آپ کے ہاتھ پر تائب ہوگئی، اور سید صاحب کے ساتھ حج کرنے بھی گئے اور پھر جہاد میں بھی شرکت کی، یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔

اسی طرح سید احمد شہیدؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے پاس کوئی شیعہ آیا، تو اس کو دیکھ کر ہی حضرت سید صاحب نے فرمایا: آیئے، آپ تو مولیٰ علی کے ماننے والے ہیں، ماشاء اللہ! تشریف لایئے، اور ظاہر سی بات ہے کسی شیعہ کے سامنے اگر ایسی بات کہہ دی جائے تو اس کا دل کھل ہی جائے گا، چنانچہ وہ محبت سے آپ کے پاس آکر قریب بیٹھ گیا، اور اس کے بعد آپ نے حضرت علیؓ کے کارناموں

www.abulhasanalinadwi.org

اوران کے فضائل کو گنانا شروع کیا، اوران کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تعلقات تھے ان کو بتایا، یہاں تک کہ آہستہ آہستہ یہ بھی بتادیا کہ حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ سے بے حد محبت تھی، غرض کہ اس قدر اثر انگیز وعظ فرمایا کہ اس شخص نے بالآخر توبہ کرلی، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اگر انسان کسی کے ذہن کو سمجھ کر بات شروع کرے اوراس کو راہ حق دکھانے کی کوشش کرے تو یہ بھی اس کے لیے خیر خواہی کی چیز ہے۔

ایک صاحب نے حضرت تھانویؒ کو خط میں لکھا کہ مجھے آپ سے محبت ہے، لیکن پیسہ کے اعتبار سے بہت غریب ہوں، ذات کے اعتبار سے تیلی ہوں روزانہ تیل بیچ کر جو پیسہ کماتا ہوں اس کو والدہ کی خدمت میں رکھ دیتا ہوں، لیکن آپ سے ملاقات کا بھی بہت متمنی ہوں، آپ مجھے بتائیے کہ میں کیا کروں؟ آپ نے جواب دیا: آپ فوراً ہمارے پاس آجائیے، آپ کا خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، چنانچہ انہوں نے حضرت کی اس دعوت کو قبول فرمایا اور آپ کی صحبت میں آکر رہنا شروع کردیا، اوراس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے غیر معمولی دعوت کا کام لیا، معلوم ہوا یہ بھی خیر خواہی کی ایک قسم ہے، کہ جب بھی کوئی اس طرح کا بلند پایہ بزرگ دعوت دے تو فوراً جانا چاہیے، کیونکہ ممکن ہے کہ ان کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کسی کو اس لائق بنادے کہ وہ دعوت الی اللہ کا کام کرے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نصیحت کرنا خیر خواہی ہے

اگر کوئی مسلمان شخص کسی سے نصیحت یا مشورہ کا خواہاں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز اس کے حق میں بہتر ہو اس کو اس نصیحت اور مشورہ سے ضرور نوازو، کیونکہ یہی خیر خواہی کا تقاضہ بھی ہے۔

جب چھینک آئے......

خیر خواہی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ کسی انسان کو جب چھینک آجائے تو فوراً الحمدللہ کے جواب میں یرحمک اللہ کہا جائے، لیکن اس کے اندر پہلے یہ بات ضروری ہے کہ پہلے چھینک آنے والا بھی الحمدللہ کہے، اس کے بعد ہی یرحمک اللہ کہا جائے گا، اور چھینک آنے پر الحمدللہ کہنے کا فائدہ خود حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص چھینک آنے پر

"الحمد لله رب العالمين على كل حال"(١)

کہے تو اس کے کان اور داڑھ میں کبھی درد نہیں ہوگا۔

خیر خواہی کا اطلاق

اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے یا کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے ساتھ خیر خواہی اس طور پر ہوگی کہ بیمار کی عیادت کی جائے اور جو دنیا سے

(١) مصنف ابن أبي شيبة: ٣٠٤٣٠

www.abulhasanalinadwi.org

رخصت ہو جائے اس کو قبرستان تک دفن کر کے آئے، یا جہاں تک جا سکتا ہو وہاں تک جائے۔

مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کے مفہوم میں یہ بھی آتا ہے کہ انسان کسی تنگ دست کی مدد کر دے، پریشان حال کی پریشانی کو دور کر دے، ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کو فوراً انعامات سے نوازا جائے گا، کیونکہ انسان اگر اخلاص کے ساتھ کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکات کا نزول ہوتا ہے۔

فیضان الٰہی کا مفہوم

اسی طرح جو بزرگ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں ان کے لیے ایصال ثواب کرنا بھی خیر خواہی میں داخل ہے، جس پر اللہ تعالیٰ ان کی نسبتیں بھی عطا فرماتا ہے، لیکن یہ بات واضح رہے کہ یہ فیضان اور نسبتوں کا نزول کسی بزرگ کو ایصال ثواب کرنے کے نتیجہ میں اس بزرگ کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ بزرگ نے اپنی نسبتیں دے دیں تو یہ غلط ہوگا، جیسا کہ نشیبی زمین میں کوئی انسان بیٹھا ہو اور ٹیلہ کے اوپر سے بارش ہو تو یہ سمجھنا درست نہیں ہو سکتا کہ یہ ٹیلہ بارش کر رہا ہے بلکہ ہر کوئی یہی کہے گا کہ آسمان سے بارش ہو رہی ہے اور ٹیلہ پر سے گر رہی ہے، اسی طرح بزرگ کی نسبتوں کا

www.abulhasanalinadwi.org

معاملہ ہے کہ اصل اس کا فیضان اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے ہے نہ کہ بزرگ کی طرف سے، بلکہ بزرگ کی حیثیت ایک ٹیلہ کی ہے۔

اسی طرح جو شخص اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتوں کا نزول فرماتے ہیں، لہٰذا اس حدیث سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ کے رسول ﷺ پر درود بھیجنے پر اللہ کی طرف سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے نہ کہ حضور ﷺ کی طرف سے، ٹھیک اسی طرح کسی بزرگ کے لیے ایصال ثواب کرنے سے برکات کا نزول اللہ کی طرف سے ہوتا ہے نہ کہ کسی بزرگ کی طرف سے، معلوم ہوا انسان خواہ زندہ کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے یا ان کے ساتھ جو اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، اس کا انعام انسان کو ضرور حاصل ہوگا مگر انعام و فیضانات کی بارش کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مومن، مومن کا آئینہ ہے

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ، یَکُفُّ عَلَیْهِ ضَیْعَتَهٗ، وَیَحُوْطُهٗ مِنْ وَرَائِهٖ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن، مومن کا آئینہ ہے، مومن، مومن کا بھائی ہے، اگر اس میں کوئی گندگی دیکھے تو اس کو دور کر دے۔

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث میں مومن کو مومن کا آئینہ قرار دیا گیا ہے، جس سے یہ بات بھی سمجھ میں آگئی کہ جس طرح آئینہ میں انسان اپنا چہرہ دیکھ کر اپنے چہرہ کے عیوب کو سمجھ لیتا ہے اسی طرح ایک صاحب

(۱) سنن أبی داؤد: ٤٩١٨

www.abulhasanalinadwi.org

ایمان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے مومن بھائی کو دیکھ کر اپنے گناہوں کو یاد کرے نہ کہ اس کے اوپر نقب زنی کرے کہ اس کے اندر خرابی ہے اس لیے کہ انسان کو جب بھی آئینہ میں داغ نظر آتا ہے تو وہ اس کا اپنا ہوتا ہے نہ کہ آئینہ کا، اور آئینہ کبھی اس سے چلا کر نہیں کہتا ہے کہ اپنے اس داغ کو صاف کرلو، بلکہ انسان دیکھ کر خاموشی سے خود ہی سمجھ جاتا ہے کہ میرے چہرہ پر یہ داغ ہے، لہٰذا اسی طرح ایک صاحب ایمان کو بھی دوسرے مومن بھائی کو دیکھ کر اپنے عیوب کو تلاش کرنا چاہیے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نیک نیتی سے ہر کام صدقہ ہے

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَارْشَادُكَ الرَّجُلَ فِيْ أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ لِلرَّجُلِ الرَّدِيْ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ. (۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے، تمہارا بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا بھی

(۱) سنن الترمذی: ۱۹۵۶

www.abulhasanalinadwi.org

صدقہ ہے، کسی بھٹکے ہوئے راہی کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی کا ہٹا دینا بھی صدقہ ہے، اپنے گھڑے کا پانی اپنے بھائی کے گھڑے میں ڈال دو یہ بھی صدقہ ہے۔

فائدہ:- معلوم ہوا کہ ہر انسان کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا بھی خیر خواہی میں شامل ہے اور ایسا کرنے والے کو صدقہ کا ثواب حاصل ہوگا، اسی لیے بزرگوں کے بارے میں آتا ہے کہ ان کو ہمہ وقت یہ فکر رہتی تھی کہ کہیں ہماری وجہ سے کسی دوسرے کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہ پہنچ جائے، یہاں تک کہ حضرت مولانا علی میاںؒ کو ہم نے دیکھا کہ آپ اسٹیشن پر پڑے ہوئے کیلے کے چھلکے تک کو اٹھا کر کنارہ سے لگا دیتے تھے تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص آئے اور اس سے پھسل کر گر جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مرنے کے بعد یہ تین چیزیں فائدہ پہنچاتی ہیں

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم: اِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ، أَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْ لَهٗ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب انسان مرتا ہے تو اس کے سارے اعمال ختم ہو جاتے ہیں، سوائے تین عملوں کے، صدقہ جاریہ، یا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث میں تین چیزیں ایسی بتائی گئی ہیں جن کے

(۱) صحیح مسلم: ۱۶۳۱

www.abulhasanalinadwi.org

ہونے سے مرنے کے بعد بھی انسان کو ثواب ملتا رہے گا، درحقیقت یہ تینوں چیزیں بھی خیر خواہی سے متعلق ہیں کہ اگر ان کے ساتھ دنیا میں خیر خواہی کا معاملہ کیا ہوگا تو ثواب ملے گا، ورنہ نہیں، اور ان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے مال کو صحیح نیت کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے، تو وہ مال اس کے لیے صدقہ جاریہ بنے گا، اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے اس کو جو علم دیا ہے اس کے ساتھ خیر خواہی کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ اس کو دوسروں تک پہنچائے، تاکہ یہ سلسلہ آگے بڑھتا جائے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو اولاد جیسی نعمت سے نوازا ہے تو اس کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ یہ ہے کہ اس کو صحیح تعلیم دے جس سے وہ ماں باپ کی قدر اور مرتبہ کو پہچاننے والے بن جائیں، جس کا فائدہ ان کو انتقال کے بعد بھی ملتا رہے، کیونکہ وہ بچے ان کے انتقال کے بعد ان کے لیے دعائیں کریں گے۔

خیر خواہی کیا ہے؟

آج کل لوگ ایسی تعلیم دینا ہی عار سمجھتے ہیں کہ جس سے ان کے مرنے کے بعد فائدہ پہنچ سکے، جو کہ خیر خواہی کے بالکل خلاف ہے، یا اگر دینی علوم سکھا بھی دیتے ہیں تو اس کے بعد اس لائن سے دور کر دیتے ہیں، تاکہ ان کے بچوں کی دنیا درست ہو جائے، اسی لیے ایک صاحب حضرت مولانا علی میاںؒ کے پاس آئے اور کہا کہ میں اپنے بیٹے سے کیا

www.abulhasanalinadwi.org

کرواؤں؟ آپ نے دریافت فرمایا: ان کے اور بھائی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، جی، فرمایا: انہوں نے کیا کرلیا؟ انہوں نے جواب دیا: دینی پڑھائی پڑھنے کے بعد ان کی چکی کھلوادی ہے، تو مولانا نے فرمایا: یہ درست نہیں ہے، بلکہ جب انہوں نے دینی علوم کو حاصل کرلیا ہے تو ان کو کسی اچھی جگہ سے منسلک کرایئے ورنہ ایسا ہوگا جیسا کہ مثل مشہور ہے: پڑھے فارسی بیچے تیل، جو کہ بچوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں ہے۔

خلاصہ

انسان کا ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی کا پورا ایک نظام ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کے ذریعہ سے ہم کو عطا فرمایا ہے، لہٰذا اگر اس پر عمل کیا جائے تو ظاہر ہے کہ ہم لوگ ایک جسم کی طرح متحد ہو جائیں گے، اور جس طرح انسان کو اپنے ہاتھ اور پیر سے اختلاف نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے ہر ایک عضو سے محبت کرتا ہے اسی طرح ہر ایک شخص کو اپنے جسم کا ایک حصہ ہی سمجھنا چاہیے، کیونکہ اگر تمام مسلمان جسم واحد بن کر رہنا پسند کرلیں تو اس کے منافع و فوائد ضرور حاصل ہوں گے جو اس سے وابستہ ہیں، نیز اس کا یہ بھی فائدہ ہوگا کہ کوئی دشمن کبھی بھی ان کو کسی قسم کی کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو جسم واحد بننے یعنی متحد ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بردباری اور نرم دلی کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف صفات سے نوازا ہے اور اس کو متضاد اوصاف کا حامل بنایا ہے، ایک طرف تو اس کے مزاج میں نرمی رکھی ہے تو دوسری طرف اس کے مزاج میں سختی بھی رکھی ہے، ایک طرف غصہ کرنے کی صلاحیت ہے تو دوسری طرف غصہ کو قابو میں کرنے کی ہمت بھی ہے، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے اور اس کے لیے مٹی سارے جہان سے لی گئی ہے اور اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کے پتلہ کو تیار کیا گیا ہے، لہٰذا مٹی کے اندر جتنی خصوصیات ہیں وہی خصوصیات انسان کے اندر بھی پائی جاتی ہیں، جیسا کہ کہیں کی مٹی بالکل نرم ہوتی ہے تو کہیں کی بڑی سخت اور سنگلاخ ہوتی ہے، اسی طرح انسان کے اندر بھی یہ دونوں صفات پائی جاتی ہیں، اسی لیے بعض لوگ بہت سخت ہوتے ہیں اور بعض بہت نرم مزاج ہوتے ہیں، جیسے بعض علاقہ کی مٹی

www.abulhasanalinadwi.org

بہت خوشک ہوتی ہے لیکن بعض علاقوں کی مٹی بہت نرم ہوتی ہے جہاں پانی کے چشمے ابلتے ہیں اور بڑے بڑے دریا روانی سے بہتے ہیں، بالکل اسی طرح بہت سے لوگوں کے مزاج میں سختی ہوتی ہے لیکن بہت سے لوگوں کے مزاج میں نہایت نرمی بھی پائی جاتی ہے، جس نرمی کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو جلدی رواں ہوجاتے ہیں اور آنسوؤں کے انسان کی مٹی کو تر کرنے کی وجہ سے اس کا دل بھی اللہ تعالیٰ کی خشیت کے لیے نرم پڑ جاتا ہے، غرض کہ انسان کے اندر اللہ نے غیر معمولی صلاحیتوں کو رکھا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ان کے استعمال کا طریقہ بھی بیان کردیا ہے کہ جہاں نرمی کی صلاحیت کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہو وہاں نرمی سے پیش آنا چاہیے اور جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں سختی بھی دکھانا چاہیے، لیکن اگر کوئی انسان اس کے برخلاف نرمی کی جگہ سختی اور سختی کی جگہ نرمی کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کمزور ہوجائے گا، اسی لیے جس شخص کو ان دونوں چیزوں کے برمحل استعمال کا طریقہ معلوم ہوجائے درحقیقت اسی شخص کے متعلق آتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر سے نوازا ہے۔

البتہ ان دونوں صلاحیتوں کے استعمال کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان کی عملی زندگی کا نمونہ دکھا کر پیش کردیا گیا، جس سے بڑھ کر کوئی نمونہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ اگر آپ کی زندگی میں یہ نمونہ نہیں دکھایا جاتا

www.abulhasanalinadwi.org

بلکہ صرف اس کے استعمال کا حکم دیا جاتا تو بہت سے لوگ صرف نرمی کو ہی اصل سمجھتے اور بہت سے حضرات سختی کرنا ہی مناسب سمجھتے۔

تین اصول

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ (الأعراف: ۱۹۹) (درگزر کر، اور نیکی کا حکم دے، اور جاہلوں سے الگ رہے)

معلوم ہوا کہ معاف کرنا اچھی چیز ہے، اور بھلائی کا حکم دینا اور جاہل کندہ ناتراش سے دور رہنا ہی بہتر ہے، یعنی ان سے جھگڑا یا بحث ومباحثہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ دانا آدمی کا کام یہ نہیں ہے کہ نادان سے الجھے، اس لیے کہ شرفاء کے تعلق سے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

﴿وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا﴾ (الفرقان: ۶۳) (جب جہلاء سے ان کی ملاقات ہوتی ہے تو وہ سلام کر کے پہلو تہی اختیار کر لیتے ہیں)

﴿وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (النور: ۲۲) (اور انہیں معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیے، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کر دے)

www.abulhasanalinadwi.org

معلوم ہوا معاف کرنا، درگزر کرنا اچھی چیز ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت میں غفار ورحیم بھی ہے، اسی لیے فرمایا کہ تم بھی معاف کر دو تا کہ وہ تم کو معاف کر دے، اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو اسمائے حسنیٰ ہیں آدمی ان میں سے جن اسماء سے زیادہ تعلق قائم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر اس صفت کو اتنا ہی ابھار دیتا ہے، مثلاً: اگر کوئی شخص اللہ کے اسم "رزاق" سے تعلق قائم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اندر کھلانے کی صفت پیدا فرما دیں گے۔

نرم دلی کا فائدہ

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ، وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾ (فصلت: ۳۴-۳۵)

(اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، کوئی برائی کرے تو اسے بھلے طریقہ سے ٹال دو، پھر نا گہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی ایسا ہوگا گویا کہ وہ مخلص دوست تھے، اور یہ فضیلت تو بس ان لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں اور یہ خوبی ان کے حصہ میں آتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں)

www.abulhasanalinadwi.org

معلوم ہوا جب کسی سے کوئی معاملہ پیش آجائے اور اس سے بات ہو رہی ہو تو بہتر سے بہتر طریقہ اختیار کرنا چاہیے کیونکہ اس سے دشمن بھی دوست بن جائے گا، اس لیے کہ جو لوگ نرم مزاج ہوتے ہیں، اور ان کی زبان اچھی ہوتی ہے اور ملنے کا طریقہ بھی نبوی ہوتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا بڑے سے بڑا دشمن بھی رام ہو جاتا ہے اور اس کی بات ماننے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

صبر

﴿وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ (الشوریٰ: ۴۳) (جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے)

معلوم ہوا صبر کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ مومن کی پوری زندگی صبر سے تعبیر ہے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی تو فرمایا تھا: اے اللہ! میری اولاد کو رزق کی نعمت سے نواز دے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنیا میں یہ نعمت سب کو حاصل رہے گی، صرف مومنین ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے، حدیث میں آتا ہے کہ مومن کو کفار کی ترقیوں کو دیکھ کر افسردہ نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ اللہ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اور اگر چاہتا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں مومنین کو اس سے اچھی نعمتوں

www.abulhasanalinadwi.org

سے نواز سکتا تھا مگر فرمایا گیا: درحقیقت دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے، اس لیے جو مومن یہاں پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں غیر معمولی نعمتوں سے نوازیں گے، اسی لیے مذکورہ بالا آیت میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو صبر کرے گا تو یہ چیز بلند امور میں سے ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْماً، فَإِنْ كَانَ إِثْماً كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ تَعَالٰى. (۱)

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار کا موقع ہوتا جو گناہ نہ ہوتا تو آسان کام اختیار فرماتے، اور اگر گناہ ہوتا تو سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے دور رہتے اور

(۱) صحیح البخاری: ۳۵۶۰

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے نفس کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا، اگر اللہ تعالیٰ کی
حرمتوں میں کوئی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیا۔

فائدہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو سب سے زیادہ جاننے والی تھیں اس لیے کہ ان کے سامنے اندرون خانہ اور اور باہر کے حالات بھی تھے، بمقابلہ ان لوگوں کے جن کے سامنے صرف باہر کے حالات تھے، اس کے علاوہ حضرت عائشہ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی سمجھ و حافظہ کی صلاحیت سے بھی نوازا تھا، اسی لیے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہ کر پوری زندگی میں آپ کے متعلق یہ سمجھا کہ جب بھی آپ کو دو معاملات میں اختیار دیا جاتا تھا تو آپ اس میں سے آسان معاملہ ہی اختیار فرماتے تھے، جس سے معلوم ہوا کہ مشکل پسندی آپ کی طبیعت میں نہیں تھی کہ زبردستی اپنی جان کو جوکھم میں ڈالا جائے، ہاں البتہ اگر گناہ کا اندیشہ بھی ہوسکتا تھا تو آپ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ آپ اس سے بہت دوری برتتے تھے۔

غصہ کا محل

اسی طرح سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے کبھی بھی کسی سے اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، اور نہ ہی اپنی ذات کے لیے کبھی غصہ ہوئے سوائے اس وقت کہ جب کوئی اللہ کی

www.abulhasanalinadwi.org

شریعت کے مقابلہ میں آجائے، اسی سے معلوم ہوا غصہ ایک فطری چیز ہے جس کو جڑ سے ختم کرنا بھی نامناسب ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ انسان اپنے اس غصہ کو صحیح رخ دے سکتا ہے، نہ کہ ہر جگہ غصہ ہی ظاہر کرے بلکہ جو مواقع ایسے ہوں جہاں شریعت الٰہی کے پامال ہونے کا خدشہ ہو وہاں پر غصہ دکھانا ضروری ہوتا ہے، اور اگر کسی کو ایسے مواقع پر غصہ نہ آئے تو حقیقت یہ ہے کہ وہ صحیح معنی میں انسان نہیں ہے؟ کیونکہ یہ انسان کے بے ضمیری کی علامت ہے کہ اس کے سامنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی جائے اور اس کو غصہ تک نہ آئے۔

اخیر دور میں حضرت مولانا علی میاںؒ کے اندر ہم نے یہ خوبی اتم درجہ میں پائی، کیونکہ آپ کا حال یہ تھا اگر کوئی آپ کو سامنے برا کہتا تب بھی برا نہیں مانتے تھے، بلکہ اس کو مزید ہدایا سے نوازتے تھے، لیکن اگر کوئی شخص اللہ کی شریعت کے خلاف کوئی امر کر دیتا، یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو جاتا تو آپ اس قدر غصہ کا اظہار فرماتے تھے کہ آپ کے سامنے کوئی ٹک بھی نہیں سکتا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

حلم و عالی ظرفی

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً، نَظَرْتُ الىٰ صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْلِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ الَيْهِ فَضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَلَهُ بِعَطَاءٍ. (۱)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا،

(۱) صحیح البخاری: ۶۰۸۸

www.abulhasanalinadwi.org

آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے، ایک دیہاتی آپ سے ملا اور چادر پکڑ کے بڑی زور سے کھینچا، میں نے دیکھا کہ آپ کے کاندھے پر نشان پڑ گئے، بولا: اے محمد! مجھے اس مال سے دیجئے جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور مسکرائے اور پھر اس کو دینے کا حکم دیا۔

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں ایک اعرابی اس قدر سخت لہجہ میں بات کر رہا ہے، لیکن آپ اس کے باوجود بھی اس بات پر غصہ نہیں ہوئے کیونکہ یہ مسئلہ آپ کی ذات سے متعلق تھا، اور آپ ﷺ کبھی بھی اپنی ذات کے تعلق سے کسی سے غصہ نہیں ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نرمی سے پیش آنا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَالَ أَعْرَابِيٌّ فِيْ الْمَسْجِدِ (فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ)، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوْهُ وَأَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، أَوْ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ، وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ پکڑنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوڑ دو اس کو اور اس کے پیشاب پر ایک بڑا ڈول پانی کا بہا دو، تم سختی کے لیے نہیں بھیجے گئے ہو، اس لیے بھیجے گئے ہو کہ آسانی پیدا کرو۔

(۱) صحیح البخاری: ۲۲۰

www.abulhasanalinadwi.org

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث سے آپ ﷺ کی نرمی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر نرمی سے نوازا تھا، یہاں تک کہ آپ کے سامنے ایک اعرابی مسجد میں پیشاب کر رہا ہے اس کے باوجود بھی آپ نے روکنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ بعد میں اس کو سمجھا دیا تاکہ اس کا بھی دل نہ ٹوٹے، اور مسئلہ بھی معلوم ہو جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کی دو پسندیدہ خصلتیں

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم لِلْأَشَجّ: اِنَّ فِیْكَ خَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ: الْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس سے فرمایا: تمہارے اندر دو خوبیاں ہیں، اور وہ دونوں ہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں ایک بردباری اور دوسری متانت۔

فائدہ:- حضرت اشج جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تھے تو پورے قافلہ کے ساتھ تشریف لائے تھے، لیکن آنے کے بعد تمام قافلہ والے اللہ

(۱) صحیح مسلم: ۱۷

www.abulhasanalinadwi.org

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے آئے لیکن حضرت اشج فوراً نہیں آئے، بلکہ اولاً آپ نے غسل فرمایا، اور سامان کو قرینہ سے رکھ کر نہایت ادب کے ساتھ دربار نبوی میں حاضر ہوئے، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: آپ کے اندر دو ایسی صفتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول بھی پسند فرماتے ہیں، ایک بردباری اور دوسرے متانت، کیونکہ آپ بغیر کسی جلدی کے نہایت سنجیدگی کے ساتھ باادب ہو کر حاضر ہوئے، اور یوں بھی جلد بازی کسی مومن کو زیب نہیں دیتی، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"العجلة من الشيطان"(۱) (جلد بازی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے)

معلوم ہوا کہ مومن کے مزاج میں متانت، وقار، تمکنت اور سوچ سمجھ کر کام کرنے کی صلاحیت کا موجود ہونا اچھی صفات میں سے ہے، جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پسند فرمایا ہے۔

(۱) شعب الایمان للبیہقی: ٤٣٦٧

www.abulhasanalinadwi.org

پیغمبروں کا عمل

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِیْ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَاَدْمَوْہُ، وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْھِہٖ وَیَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کی حکایت بیان فرمارہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے کا منظر اس وقت میری آنکھوں کے سامنے ہے (ان پر اللہ کا درود وسلام ہو) فرمایا: ان کو ان کی قوم اس قدر مارتی تھی کہ خون آلود کردیتی تھی اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے

(۱) صحیح البخاری: ۳۴۷۷

www.abulhasanalinadwi.org

جاتے تھے اے اللہ ان کو بخش دے یہ جانتے نہیں ہیں۔

فائدہ:- اسی طرح ہمارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں طائف کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس کے اندر آتا ہے کہ لوگوں نے آپ کے قدمین کو لہولہان کر دیا تھا، اس واقعہ میں ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا لہو بھی اس حادثہ پر بہا ہوگا، یوں تو بہت سے انبیاء کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ آرے سے چیر بھی دیا گیا، نبیوں کو قتل تک کر دیا گیا، اس لیے بظاہر اگر چہ ان کو تکلیف زیادہ دی گئی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ایسا بنایا ہے کہ آپ کو اس بدنی تکلیف کا احساس دلی تکلیف کے مقابلہ زیادہ رہا، کیونکہ آپ کو یہ امید تھی کہ شاید وہاں کے لوگ بات کو تسلیم کریں گے، لیکن انہوں نے آپ کے اس اعتماد کو ٹھیس پہنچائی اس لیے آپ کو اس بات پر دلی صدمہ پہنچا، لیکن اس سخت حادثہ کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرمی پر آپ کی سختی غالب نہ آسکی، یہاں تک کہ فرشتوں نے اجازت چاہی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کی اجازت ہو تو دو پہاڑوں کے درمیان ان کو دبا کر ختم کیا جائے، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نرمی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا، اس لیے آپ نے فرمایا: ایسا کرنا مناسب نہیں ہے، ممکن ہے کہ ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں جن سے خیر کی امید کی جاسکتی ہو، لہٰذا ایسا ہی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوا، یہاں تک کہ ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کو کھڑا کیا جنہوں نے دعوت الی اللہ کا غیر معمولی کام انجام دیا، اور انہی کے افراد کے دعوت دین کا کام کرنے کے طفیل ہندوستان تک بھی اسلام پہنچا، اس سے معلوم ہوا کہ اکثر حالات میں نرمی کا غیر معمولی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نرمی کی حیثیت

عَنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: انَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِيْ عَلىٰ الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلىٰ الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلىٰ مَا سِوَاهُ. (۱)

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرم ہے، اور نرمی ہی کو پسند کرتا ہے، نرمی پر وہ عطا فرماتا ہے، جو سختی اور اس کے علاوہ کسی چیز پر نہیں دیتا۔

فائدہ:- معلوم ہوا کہ ہر شخص کے اندر نرمی ہونی چاہیے، بالخصوص دعوت کے کام کرنے والوں کو ان تمام باتوں کا پورا خیال رکھنا چاہیے کہ

(۱) صحیح مسلم: ۲۵۹۳

www.abulhasanalinadwi.org

ایسا معاملہ کریں کہ لوگوں کی اصلاح بآسانی ہوجائے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سختی کا موقع ہو وہاں پر سختی بھی اختیار کی جائے، کیونکہ یہ دونوں مثالیں صحابہ کے یہاں ملتی ہیں، لیکن اصل یہ ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ نرمی کو اختیار کرے کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر معاملات میں نرمی ہی کو اختیار کیا ہے، کیونکہ جو فوائد نرمی سے وابستہ ہیں وہ سختی پر نہیں ہوسکتے، اور اللہ اس میں برکت بھی عطا فرماتا ہے، کیونکہ فرمایا گیا: اللہ تعالیٰ خود رفیق ہے، اور نرمی ہی پسند بھی فرماتا ہے۔

نرمی کا اطلاق

یہ واضح رہے کہ نرمی کا اطلاق مواقع کے اعتبار سے کیا جاتا ہے، مثلاً: حدیث میں عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جس کی مثال شیشہ سے دی گئی ہے تو جس طرح شیشہ کی حفاظت بہت نازک طریقہ پر کی جاتی ہے اسی طرح عورتوں کے ساتھ معاملہ برتنا بھی نرمی میں شامل ہے، اسی طرح کوئی شخص میدان جنگ میں دشمن کو اللہ کے لیے مار رہا ہے تو اس کے ساتھ نرمی یہ ہے کہ اس کا مثلہ نہ کیا جائے، اسی طرح جانور کے ذبح کرتے وقت اس کے ساتھ نرمی یہ ہے کہ انسان تیز دھار والی چھری سے جلدی ذبح کرے وغیرہ وغیرہ۔

www.abulhasanalinadwi.org

پہلوان کی پہچان

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے کو قابو میں رکھے۔

فائدہ:- بعض مرتبہ کچھ لوگ اپنی مردانگی کو باور کرانے کے لیے ایسے جملے استعمال کرتے ہیں، جو کہ مذکورہ بالا حدیث کے سراسر خلاف ہیں، مثلاً: ”میں اپنے غصہ کو پی نہیں پاتا ہوں“ ”جب مجھے غصہ آتا ہے تو

(۱) صحیح البخاری: ٦١١٤

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی چیز میرے سامنے ٹک نہیں سکتی ہے"، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے جملے کہنا مردانگی کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ مرد کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ یہ مجبوری دکھائے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے اندر ایسی قوتیں اور صلاحیتیں رکھی ہیں کہ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جس کو انسان اپنے تابع نہ کر سکتا ہو۔

مومن کی دوراندیشی

بزرگوں اور اسلامی حکام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسی غیر معمولی قوت مردانگی سے نوازا تھا، اورنگ زیب عالمگیرؒ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ ان کا غلام ان کو وضو کرا رہا تھا اور وضو سے فراغت کے بعد خادم اپنے کمرہ میں چلا گیا اور اورنگ زیبؒ اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے، لیکن کچھ دنوں بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ اورنگ زیبؒ دکن کی طرف حملہ کرنے والے ہیں، جب یہ خبر اورنگ زیبؒ نے سنی تو معلوم کیا کہ یہ راز تو میں نے کسی کو نہیں بتایا تھا آخر ایسا کون شخص ہے جس نے یہ خبر اڑائی ہے، معلوم ہوا ان کے اسی خادم نے جو وضو کراتا تھا یہ خبر عام کی ہے، چنانچہ اورنگ زیبؒ نے جب استفسار کیا، تو اس نے بتایا: جب آپ اس دن وضو فرما رہے تھے تو آپ نے دکن کی طرف دیکھا تھا جس کو دیکھنے سے میں یہ سمجھ گیا تھا کہ اب کوئی

www.abulhasanalinadwi.org

اہم واقعہ پیش آنے والا ہے، معلوم ہوا یہ وہ دوراندیشی ہے جو کہ ایک مومن مرد سے صحیح معنی میں مطلوب ہے۔

یورپ کا کھیل

لیکن آج کل کے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ان کی تمام تر مردانگی کو یورپ کی فکر سے دیمک لگ چکا ہے، ان کا تمام تر شعور وفکر صرف ناچنے گانے والوں کو دیکھنے میں ضائع ہو رہا ہے، اور نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اس صورت حال پر یورپ ہنس رہا ہے کہ ہمارا تیر وار سے خالی نہیں گیا، بلکہ پوری مسلم قوم کو عقلی اعتبار سے کورا کر دیا۔

اس لیے ہر مسلمان پر یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر کچھ کرنے کا عزم رکھے اور کسی میدان میں ہمت نہ ہارے، کیونکہ یہ مومن کی مردانگی کے خلاف بات ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو محنت کرنے کا حکم دیا ہے جس کے نتائج خود اللہ تعالیٰ نکالنے پر قادر ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اور جو شخص اللہ کے لیے محنت کرنے کی سوچ لے تو اس کے لیے راہیں از خود کھلتی چلی جائیں گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

وہ شخص جس پر جہنم حرام ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ، أَوْ بِمَنْ (تَحْرُمُ) يَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ (عَلٰى) كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ.(۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم (لوگوں) کو ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں جو جہنم (کی آگ) پر حرام کردیا جائے گا یا جس پر جہنم (کی آگ) حرام ہے، ہر مانوس، بے آزار، نرم خو، نرم رو۔

فائدہ:- معلوم ہوا انسان کو ہر ایک سے مل جل کر رہنا چاہیے،

(۱) سنن الترمذی: ۲٤۸۸

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے آپ کو زیادہ اونچا نہیں سمجھنا چاہیے، اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی یہ بھی ایک خوبی تھی کہ آپ کی خدمت میں جو چاہتا تھا آسکتا تھا، یہاں تک کہ ایک معمولی درجہ کی بچی بھی آپ کا ہاتھ پکڑ سکتی تھی، لیکن اسی کے ساتھ آپ کا چہرہ بھی نہایت بارعب تھا، روایت میں آتا ہے کہ آپ کا چہرہ اس قدر بارعب تھا کہ صحابہ کرام میں اکثر آپ کو مستقل نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے تھے، سوائے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے، یا پھر گھر کے بچوں کے، یہی وجہ ہے کہ انہی صحابہ سے شمائل کے بارے میں روایات مروی ہیں، مثلاً: حضرت علیؓ ہیں، حضرات حسنینؓ ہیں، اور جو گھر کے اندر پلے بڑھے لوگ ہیں، لیکن جو باہر کے لوگ تھے ان میں بمشکل کوئی ایسے صحابہ ہوں گے جنہوں نے آپ کے حلیہ کو بیان کیا ہو، کیونکہ آپ کے چہرہ کی طرف صحابہ جلدی سے نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ تمام صحابہ کو آپ ﷺ سے نہایت محبت بھی تھی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

امانت اور وعدہ کا پاس ولحاظ

امانت داری ایک ایسی چیز ہے جس کو تمام لوگ تقریباً نام ہی سے پہچانتے ہیں کہ امانت داری کیا چیز ہے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج امانت کا نام تو بہت ہے، البتہ امانت غائب ہے، آج ہمارے سماج میں جہاں اور دوسری قیمتی چیزوں کا فقدان نظر آتا ہے انہیں میں سے ایک امانت کا قیمتی جوہر بھی ہے، حالانکہ امانت بہت اعلیٰ درجہ کی صفت ہے، اور اس کا اصلاً دل سے تعلق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر امانت کو ودیعت فرمایا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر امانت کا حق ادا کرنے کی صلاحیت بھی رکھی ہے، چونکہ یہ چیز عہد اول (صحابہ کے زمانہ میں) میں زیادہ موجود تھی اسی لیے ابتدائی دور میں تمام لوگوں کو امانت کے پورا کرنے اور ادا کرنے کا اس قدر خیال تھا کہ ہر شخص پوری طرح امانت کا ادا کرنے والا ہوا کرتا تھا، حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف

www.abulhasanalinadwi.org

سے امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اتاری گئی پھر وہ امانت آہستہ آہستہ اٹھتی چلی گئی، یعنی آدمی غفلت میں پڑا رہا، اور امانت ایسی ہی باقی رہ گئی، پھر جس طرح جسم پر ایک آبلہ پڑ جاتا ہے آپ نے فرمایا: اسی طرح امانت رہ جائے گی کہ بظاہر دیکھنے میں چھالا اور آبلہ ابھرا ہوتا ہے لیکن اس کے اندر سوائے پانی کے کچھ نہیں ہوتا ہے، اگر کوئی دوسرا آدمی دیکھے تو وہ یہ سمجھے گا کہ بہت بڑا اچھالہ ہے، لیکن اگر اندر ایک سوئی ہی ڈال دی جائے تو وہ ختم ہو جائے گا، اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بہت سے لوگ دیکھنے میں بڑے زور آور، باتوں کے بادشاہ، بڑے ظریف، بڑے عقل مند، بہت عمدہ پلان بنانے والے ہوں گے، لیکن ایمان سے بالکل کورے، اور سب زبانی جمع خرچ ہوگا، اندر کچھ بھی نہیں ہوگا، جب کہ اصل معاملہ اندرون ہی کا ہے، معلوم ہوا اس طرح امانت اٹھ جائے گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

امانت کا اٹھ جانا

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا، وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ، حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ، فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ: يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ، فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِراً وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ أَخَذَ حَصًى فَدَحْرَجَهُ عَلٰى رِجْلِهِ. الحديث.(۱)

(۱) صحيح البخاري: ٦٤٩٧

www.abulhasanalinadwi.org

ترجمہ:- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو باتیں ارشاد فرمائیں، اس میں کی ایک میں نے دیکھ لی دوسری کا منتظر ہوں، ہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری، پھر قرآن اترا، انہوں نے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا: آدمی ایک نیند لے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی، اور اس کا اثر نشان کی طرح باقی رہے گا، پھر ایک نیند سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھالی جائے گی، اور اس کا اثر چھالہ کی طرح رہ جائے گا، جیسے تمہارے پیر پر چنگاری گر جائے اس سے چھالہ پڑ جائے، تم اس کو ابھرا ہوا دیکھو گے، حالانکہ اس میں کچھ نہیں ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکری اپنے پیر مبارک پر لڑھکا کر دکھایا۔

فائدہ:- حضرت حذیفہؓ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کے دل سے امانت اٹھ جائے گی ان کے نام ان کو بتادیئے تھے، یعنی ان کو معلوم تھا کہ وہ کون کون لوگ ہیں جو

www.abulhasanalinadwi.org

نفاق وخیانت والے ہیں، اسی وجہ سے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جب بھی کوئی جنازہ آتا تھا تو آپ پہلے یہ دکھواتے تھے کہ دیکھو اس جنازہ میں حذیفہ شریک ہیں یا نہیں؟ اگر وہ شریک ہوتے تھے، تو حضرت عمرؓ بھی تشریف لاتے تھے، ورنہ نہیں، کیونکہ آپ سمجھ جاتے تھے کہ یہ منافق کا جنازہ ہے، مومن کا نہیں، اس لیے کہ اگر کسی مومن کا جنازہ ہوتا تھا تو حضرت حذیفہ ضرور شرکت فرماتے تھے۔

دراصل نفاق اور امانت دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں، اور منافق اور خائن ایک ہی سکہ کے دو رخ ہیں، اسی لیے جو خیانت والا ہوگا وہ منافق بھی ہوگا، اور جو منافق ہوگا وہ خیانت والا بھی ہوگا، اسی لیے جہاں منافق کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کے پاس جب امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرے، خائن کے کئی پہلو ہوتے ہیں، مثلاً: انسان دین کا خائن ہو، مال کا خائن ہو، بات کا خائن ہو، یعنی اگر کوئی شخص دینی کام کرنے والا ہے، اور دین چونکہ پورا کا پورا امانت ہے اس لیے کہ یہ اللہ کا دیا ہوا ہے، اور یہ دستور رہا ہے کہ جو چیز کہیں سے حاصل کی جاتی ہے وہ امانت ہی ہوتی ہے، لہٰذا اس کا حق بھی یہ ہوتا ہے کہ اس کو امانت کی طرح استعمال کیا جائے اور اسی طرح دوسروں تک پہنچایا بھی جائے، اور چونکہ دین سراپا امانت ہے اس لیے اس کے احکامات کو ادا

www.abulhasanalinadwi.org

کرنے میں تساہلی اختیار کرنا بھی اس کے ساتھ خیانت سمجھی جائے گی۔

امانت کی ذمہ داری

قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾

(الأحزاب: ۷۲) (ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا، لیکن اس (بات) سے سب کانپ گئے، (ہم حق امانت ادا نہیں کرسکتے) لیکن انسان نے اس بار گراں قدر کو اپنے سر پر اٹھانے کے لیے لبیک کہا، بلاشبہ وہ بہت نادان ہے، اور اچھے برے کو جانتا نہیں)

مذکورہ بالا آیت کے متعلق حضرت شاہ وصی اللہ صاحبؒ نے یہ بات لکھی ہے کہ آسمان وزمین وغیرہ میں سے جس کے سامنے یہ امانت پیش کی گئی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ امانت بہت بڑی چیز ہے اور ہم اس کو ادا نہیں کرسکتے ہیں، تو انہوں نے اس کے ادا کرنے سے انکار دیا، لیکن چونکہ انسان اپنی تمام ناتوانیوں اور کمزوریوں کے باوجود محبت والا تھا، اس لیے اس نے کہا کہ جب میرے محبوب کی دی ہوئی چیز ہے اور اس کو مجھے

www.abulhasanalinadwi.org

اٹھانا ہے اور دوسروں تک پہنچانا ہے تو میں اس کو اٹھالیتا ہوں کیونکہ یہ جس محبوب کی چیز ہے وہی محبوب اس کو دوسروں تک ادا بھی کروادے گا، گویا اس بنیاد پر انسان نے امانت کے ادا کرنے کا عہد لیا تھا، لہٰذا دوسرے لوگوں تک اس امانت کو پہنچانے کا انبیائے کرام نے حق ادا کیا اور اس کے بعد ان کے متبعین نے بھی اپنے آپ کو انہیں کے راستہ پر لگایا، یہاں تک کہ آج بھی جو اللہ والے ان سے مشابہ ہیں وہ اتنا ہی اس کو اٹھا کر بے کم وکاست دوسروں تک پہنچا رہے ہیں، معلوم ہوا آج بھی امانت وہی اٹھا سکتا ہے جس پر محبت کا غلبہ ہو، اس کے دل میں درد ہو، ورنہ دین کا کام کبھی نہیں کرسکتا۔

ادائیگی امانت کی شرط

درحقیقت امانت کی ذمہ داری کو کما حقہ انجام دینے کا کام وہی لوگ کرتے ہیں جن کو انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں سے محبت ہوتی ہے، ان کی کڑھن کا کچھ حصہ ان کے دلوں میں بھی موجزن ہوتا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ہمیشہ کڑھتے رہتے تھے، اور تڑپتے رہتے تھے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ آپ مسلسل غموں کے ساتھ رہتے تھے، ہمیشہ فکر میں ڈوبے رہتے تھے کہ لوگوں کی اصلاح کیسے ہو؟ اور ان کی امانت ان تک کیسے پہنچائی

www.abulhasanalinadwi.org

جائے؟ یہی کڑھن کی نسبت جس کو بھی حاصل ہو جائے گی، وہی شخص دین کی امانت کو کسی درجہ میں ادا کرنے والا ہوگا، لیکن جس شخص کے اندر یہ کڑھن والی بات نہیں ہے البتہ پلان خوب اچھا کر لیتا ہے، تنظیمات بھی اچھی بنا لیتا ہے اور اس کا ذہن بھی اس لائن سے خوب اچھا چلتا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس کا دل درد سے خالی ہے، تو ایسا شخص اس لائن میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ہے، کیونکہ امانت کو اللہ تعالیٰ نے دلوں کی گہرائیوں میں اتارا تھا، اور آج لوگ اس امانت کا تعلق دل سے نہیں سمجھ رہے ہیں۔

اسی لیے عہد اول کے حال کو بیان کرتے ہوئے حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں پہلے ہر ایک شخص سے معاملہ کر لیتا تھا، اگر وہ مومن ہوتا تھا تو اس کا ایمان امانت کے ادا کرنے پر آمادہ کر دیتا تھا اور اگر کافر ہوتا تھا تو اس کا ذمہ دار ادا کرواتا تھا، لیکن اب حال یہ ہے کہ میں ہر ایک سے معاملہ نہیں کرتا ہوں، بلکہ صرف متعین حضرات ہی سے کرتا ہوں، معلوم ہوا عہد اول کے اندر ہی امانت کے ادا کرنے میں تغیر پایا جانا شروع ہو گیا تھا تو آج کے اس دور کا عالم کیا ہوگا؟ یہی وجہ ہے کہ آج جب یہ امانت ہمارے درمیان سے بالکل رخصت ہو رہی ہے تو اس کے نتیجہ میں وہ سارے حالات پیش آرہے ہیں جو امانت کے چلے جانے کے بعد پیش آتے ہیں، کیونکہ امانت کا تعلق بھی امن وامان سے ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

جس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر آپ کسی کے پاس پچاس ہزار روپے رکھوادیں، اور کچھ دنوں کے بعد آپ اس سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ پیسہ واپس کر دیجئے، لیکن وہ آپ کو ٹالنا شروع کر دے اور اس پیسہ پر اس کی نیت خراب ہو جائے تو یقیناً آپس میں دونوں کا جھگڑا ہو جائے گا، بالکل اسی طرح ہمارے اس دینی امانت کو کما حقہ دوسروں تک نہ پہنچانے کا آج یہ نتیجہ ہے کہ ہم سب بے چینی، انتشار اور ٹینشن کا شکار ہیں۔

امانت کی قسمیں

امانت کو دوسروں تک پہنچانے کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب علم صاحب ایمان بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو دین کی نعمت عطا فرمائی ہے تو اس کا حق یہ ہے کہ وہ اس امانت کو محض اپنے پاس نہ رکھے بلکہ اس امانت کو ان لوگوں تک بھی پہنچائے جو اس وقت تک دین سے نا آشنا ہیں اور اس کی لذتوں سے محروم ہیں، اسی طرح امانت کے ادا کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان ان مسلمانوں کی اصلاح کرے جن تک اگر چہ کسی حد تک اسلام پہنچ گیا ہے لیکن اب بھی ان کے عقائد واعمال میں کجی باقی ہے، معلوم ہوا دین مکمل امانت ہے، اگر اس کے ایک جزء میں بھی کمی ہوگی تو یہ اس کے ساتھ خیانت قرار دیا جائے گا، خواہ وہ عقیدہ میں کمی ہو، یا عبادات میں کمی ہو، یا معاملات میں کمی ہو،

www.abulhasanalinadwi.org

یا حقوق کی ادائیگی میں کمی ہو۔

اسی طرح ایک دین کی امانت کے ساتھ ساتھ مال کی امانت کو بھی سمجھنا ضروری ہے، وہ اس طرح کہ اگر کسی نے کسی کے پاس ذرا بھی مال رکھا ہے تو اس کو اس مال کی ادائیگی کے وقت ایک ایک پیسہ ادا کرنا چاہیے، اسی لیے بعض حضرات نے یہاں تک کہا ہے کہ ادائیگی کے وقت وہی نوٹ بھی ہونا چاہئیں جو اس شخص نے کسی کے پاس رکھے تھے، البتہ اگر کوئی امانت کے اندر متعینہ وقت تک تصرف کرنے کی اجازت دے دے تو وہ الگ بات ہے، ورنہ تقویٰ یہ ہے کہ وہی مال واپس کیا جائے جو کسی نے اس کے پاس رکھا تھا۔

اسی طرح ایک امانت یہ بھی ہے کہ انسان ہر سنی سنائی بات کو بیان نہ کرے، گویا تیسری امانت کا تعلق زبان سے ہے، اس کی بھی مختلف شکلیں ہیں، ایک شکل یہ ہے کہ انسان نے جو بات بھی سنی تو وہ اس کے غلط معانی نہ نکالے، اسی طرح کوئی ایسی بات کسی دوسرے کے سامنے نہ کہی جائے جس سے انتشار پیدا ہونے کا خدشہ ہو، یا کوئی ایسی بات نہ کہی جائے جو کسی کو بری لگے، کیونکہ یہ ایک طرح کی بے وفائی ہے۔

بزرگوں کا نقطہ نظر

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے متعلق آتا ہے کہ ایک صاحب ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے پاس آئے اور کہا: فلاں صاحب آپ کو برا کہہ رہے تھے، اس پر حضرت نے فرمایا: میاں! تم نے میرا وقت بھی ضائع کیا اور اپنا بھی ضائع کیا، فرمایا: اگر انہوں نے مجھ کو برا کہا تو ٹھیک ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دشمن تیر چلائے اور وہ صحیح نشانہ پر نہ لگ سکے، لیکن آپ نے اس سے بڑی غلطی یہ کی ہے کہ میرے پاس آکر وہ تیر مجھے لگا دیا، کیونکہ اب تک چونکہ مجھے معلوم نہیں تھا اس لیے میرے طبیعت پر اس کا کوئی اثر بھی نہیں تھا، گویا تیر لگا ہی نہیں تھا، اب چونکہ معلوم ہو گیا تو اثر بھی ہو گیا گویا تیر لگ گیا، اسی لیے ایسے شخص کو نادان دوست سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے جو کہ موقع محل سمجھ کر بات کہنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ البتہ یہ الگ بات ہے کہ اگر کہیں یہ اندیشہ ہو کہ فلاں شخص کی فلاں بات عیاں نہ کی گئی تو اس سے نقصان پہنچ سکتا ہے تو ایسے حالات میں انسان کو اس کا راز بقدر ضرورت بتانے کی اجازت ہوگی، اور اس وقت کا تقاضہ یہ ہوگا کہ وہ بات لوگوں کے سامنے واضح کر دی جائے ورنہ نہ بتانا بھی امانت کے خلاف ہوگا۔

www.abulhasanalinadwi.org

وعدہ، وعدہ ہے چاہے معمولی چیز کا کیوں نہ ہو

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَتْنِيْ أُمِّيْ يَوْماً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِيْ بَيْتِنَا، فَقَالَتْ: هَا تَعَالَ أُعْطِيْكَ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَرَدْتِّ أَنْ تُعْطِيَهُ؟ قَالَتْ: أُعْطِيْهِ تَمْراً، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا انَّكِ لَوْ لَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذْبَةٌ. (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھ کو بلایا، اس حال میں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے، تو میری والدہ نے مجھ سے کہا: ادھر آؤ، میں تم

(۱) سنن أبي داؤد: ۴۹۹۱

www.abulhasanalinadwi.org

کو کچھ (چیز) دوں گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری والدہ سے فرمایا: تم اس کو کیا دینا چاہتی ہو؟ میری والدہ نے فرمایا: میں اس کو ایک کھجور دینا چاہتی ہوں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اس کو کچھ نہ دیتیں تو وہ جھوٹ شمار ہوتا۔

فائدہ:- اگر اس حدیث کے تناظر میں ہم لوگ آج اپنا معاشرہ دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس طرح کے نہ جانے کتنے جھوٹ ہم لوگ ہر وقت بولتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ نہیں معلوم کہ صبح سے شام تک جو چھوٹے چھوٹے جھوٹ بولے جاتے ہیں یہ ایک بڑا جھوٹ بن جاتے ہیں، اس لیے آدمی کو کبھی بھی کسی غلط کام کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہیے، کیونکہ یہی چھوٹا جھوٹ آگے چل کر بڑا ہو جاتا ہے، جس کی قباحت اور بدبو نہایت سنگین ہوتی ہے، اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور چلا جاتا ہے، معلوم ہوا ہر جھوٹ کے اندر بدبو و تاریکی ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے نتیجہ میں منھ کے اندر بھی بدبو آنے لگتی ہے، غرض کہ اللہ کو جھوٹ بہت ناپسند ہے اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کرتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ مومن کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا ہے، کیونکہ جھوٹ اور ایمان کی باہم بیر ہے، یعنی بیک وقت کوئی انسان کذاب بھی ہو اور مومن بھی ہو یہ ناممکن ہے، اس لیے کہ جو

www.abulhasanalinadwi.org

مومن ہوگا وہ سچا ہوگا، کیونکہ ایمان خود سچا ہے، لہٰذا جو کچھ اس کے اندر سے نکلے گا وہ بھی سچا ہی ہوگا، جھوٹ نہیں ہوگا، لیکن آج کل جھوٹ بولنا عمومی بات بن گیا ہے، ذرا ذرا سی بات پر جھوٹ بول دیا جاتا ہے، اور چھوٹے بچوں کی بھی جھوٹ پر تربیت کی جاتی ہے، اس لیے کہ شروع میں ان سے کہلایا جاتا ہے کہ باہر جا کر جو دستک دے رہا ہو اس سے کہہ دو کہ والد صاحب اس وقت گھر پر نہیں ہیں، حالانکہ خود گھر میں موجود ہوتے ہیں، چنانچہ وہ بچہ بھی جب باہر جاتا ہے تو کہتا ہے کہ ابو نے کہلوایا ہے وہ گھر پر موجود نہیں ہیں، جس سے سارا جھوٹ کھل جاتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر انسان طبعی طور پر سچا پیدا ہوتا ہے البتہ اس کے ماں باپ اس کو غلط راستہ پر ڈال دیتے ہیں، جس کا اولاد پر بہت غلط اثر پڑتا ہے، اس لیے کہ بچپن ہی سے زیادہ جھوٹ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے، کیونکہ جھوٹ کثیرۃ الاولاد ہے، اس لیے کہ اگر آدمی ایک جھوٹ بولتا ہے تو اس کو مزید محقق کرنے کے لیے سو جھوٹ اور بولنا پڑتے ہیں جن سے انسان کی طبیعت مسخ ہوتی چلی جاتی ہے، أعاذنا الله من ذلك.

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد توڑنے کا وبال

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ
الْمُهَاجِرِيْنَ! خَمْسُ خِصَالٍ اِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ-
وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ- لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ
قَوْمٍ قَطُّ، حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا، اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ
وَالْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ أَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ
مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا أُخِذُوْا
بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمَؤُوْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ،
وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ اِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ
السَّمَاءِ، وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا، وَلَمْ يَنْقُضُوْا
عَهْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ

www.abulhasanalinadwi.org

غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ، وَمَالَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَيَتَخَيَّرُوْا (مِمَّا) فِيْمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ. (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو، (اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں، کہ تم اس سے دوچار ہو تو اس کا انجام اس طرح ہوگا) جب بھی کسی قوم میں فحش کاری پھیل جاتی ہے اور علی الاعلان ہونے لگتی ہے تو اس قوم میں طاعون کی وباء پھیل جاتی ہے، اور ایسی تکلیف دہ بیماریاں ہوجاتی ہیں جو ان کے اسلاف کے زمانہ میں نہ تھیں۔

جب ناپ تول میں کمی ہو تو قحط سالی، پریشان حالی اور بادشاہ وقت کے ظلم و جور کا نشانہ بنتے ہیں، اور زکاۃ دینا بند کردیتے ہیں، تو بارشوں کا ہونا رک جاتا ہے، اگر جانور نہ ہوں تو بارش ہی نہ ہو۔

(۱) سنن ابن ماجة: ۴۰۱۹

www.abulhasanalinadwi.org

اور جب وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑتے ہیں تو اللہ
تعالیٰ دوسری قوم کے افراد کو دشمن بنا کر ان پر مسلط کر دیتے
ہیں، تو وہ ان کے ہاتھوں تک کی چیزیں لے لیتے ہیں۔
جب تک ان کے پیشوا کتاب اللہ سے فیصلہ نہ کریں گے
اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے اس میں من مانی
کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو باہم شدید لڑائی جھگڑے میں
ڈال دے گا۔

فائدہ:۔ کسی انسان کے اندر سے جب وفاداری، خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس ولحاظ اٹھ جاتا ہے، اور شریعت اسلامیہ پر نفس غالب آجاتا ہے، اور سماج اس پر حکومت کر رہا ہوتا ہے اور دنیا کے تقاضے اس کے مدنظر ہوتے ہیں، عیش وعشرت اس کے ذہن میں ہوتی ہے تو وہ انسان کسی کام کا نہیں رہ جاتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ ایک نظام ہے کہ جہاں بدعت ہوگی وہاں سنت نہیں ہوسکتی، اور جہاں سنت رہے گی وہاں بدعت نہیں رک سکتی، گویا نور کی ظلمت سے لڑائی ہے، اسی طرح علم کی جہالت سے لڑائی ہے، روشنی کی تاریکی سے لڑائی ہے، اور یہ قدرت کا قانون ہے، اور اس کا یہ بھی ایک قانون ہے کہ اگر اچھی چیز کو استعمال کیا جائے گا تو اس کا نتیجہ بھی اچھا برآمد ہوگا ورنہ بری چیز کا نتیجہ بھی برا ہی برآمد ہوگا،

www.abulhasanalinadwi.org

جیسے اگر بلب کو جلایا جائے، تو روشنی آئے گی، اور اگر اس کو بجھایا جائے تو تاریکی آئے گی، اسی طرح اگر اچھے کام کئے جائیں تو اس سے روشنی پھیلے گی، اور برے کام کرنے سے نحوست کی بیماریاں پیدا ہوں گی، غرض کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بے لاگ قانون ہے، البتہ اسی کے ساتھ ساتھ اس کا یہ بھی ایک نرالا انداز ہے کہ فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ (الشوریٰ: ۳۰) (اور تم جس مصیبت سے بھی دوچار ہوتے ہو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور کتنی چیزیں وہ درگزر کر جاتا ہے)

یعنی اگرچہ اللہ گناہوں پر پکڑ فرماتا ہے لیکن بہت سے گناہوں پر چھوڑ بھی دیتا ہے، معاف کر دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں غفار، غفور، حلیم، شکور، رحمان، رحیم، حمید و مجید بھی ہے، یہ اللہ کی وہ صفات ہیں جس کی وجہ سے وہ لوگوں کو معاف کرتا رہتا ہے، ورنہ یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں پر تمہاری پکڑ کرلے تو روئے زمین پر کوئی نفس جیتا ہوا نہیں رہ سکتا، یعنی اگر صحیح طور پر ایک گناہ پر بھی اللہ پوری طرح پکڑ کرلے تو کوئی نہیں بچ سکتا، اور گناہوں کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ جس طرح اگر کوئی زہر کھاتا ہے تو اس کا اثر یقینی طور پر نمودار ہو کر

www.abulhasanalinadwi.org

رہتا ہے ایسا نہیں ہوتا کہ زہر اپنا کام نہ کرے، اسی طرح گناہ گناہ ہوتا ہے، البتہ جس طرح زہر کے کاٹ کے لیے تریاق کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح گناہ کے بعد توبہ کی بھی ضرورت رہتی ہے، ورنہ اس گناہ کے اثرات انفرادی واجتماعی دونوں زندگیوں پر مرتب ہوتے ہیں، یہاں تک کہ بسا اوقات سنگین گناہ کے اثرات علاقہ پر بھی چھا جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج انہیں گناہوں کی کثرت کو دیکھ کر حضرت مولانا فرمایا کرتے تھے آج گناہوں کی اس مسموم فضا سے اولیاء اللہ کے قلوب بھی متاثر ہو رہے ہیں، جس طرح گاڑیوں کا دھواں نکلتا ہے اور اس سے تمام لوگ متاثر ہوتے ہیں، اسی طرح گناہوں کا بھی معاملہ ہے کہ اس کی بدبو کا اثر اولیاء اللہ کے قلوب پر بھی پڑتا ہے۔

فحش کاریوں کا وبال

مذکورہ بالا حدیث میں فرمایا گیا کہ جو لوگ فحش کاری میں مبتلا ہوں اور علی الاعلان اس کو کرنا پسند کرتے ہوں تو وہ تکلیف دہ بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں گے، آج اس وعید کا مشاہدہ بخوبی کیا جا سکتا ہے، اس لیے کہ جو سنیما میں کام کرنے والے لوگ ہیں، اگر کوئی ان گندے لوگوں کے حالات زندگی کو اٹھا کر دیکھے گا اور ان کے گھروں میں جا کر دیکھے تو اس کو محسوس ہوگا کہ ان لوگوں کو بے موت کی موت ہو چکی ہے، یعنی ان کی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی اس طرح گزر رہی ہے کہ اگر کوئی اس کو دیکھے گا تو شاید کبھی بھی ان کے راستہ پر آنے کی صرف تمنا ہی نہیں بلکہ زندگی میں خیال بھی نہیں کر سکتا ہے، لیکن چونکہ لوگ اندرونی طور پر ان کے حالات سے واقف نہیں ہوتے ہیں، اور اس کے اوپر جو پروپیگنڈہ چل رہا ہوتا ہے کہ اندر کچھ ہوتا ہے اور باہر کچھ دکھایا جاتا ہے، اس لیے اس سے لوگ متاثر ہو جاتے ہیں، ورنہ حقیقت یہی ہے کہ وہ سب ذہنی خلجان میں مبتلا ہیں۔

البتہ جہاں تک بیماریوں میں مبتلا ہونے کا تعلق ہے اس کو بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ آج بدکاری اس حد تک پھیل گئی ہے کہ عمومی طور پر لوگ بیماری میں مبتلا ہیں، اور ہر روز ایسی ایسی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں جو ان کے اسلاف نے سنی بھی نہ ہوں گی، اور نہ ہی کسی نے دیکھیں ہوں گی، لیکن آج کل انہی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہونا بھی فیشن ہو گیا ہے، یہاں تک کہ آپریشن بھی ایک بہت دلچسپ چیز ہو گئی ہے، اور فیشن بن گیا ہے۔

اسی طرح ناپ تول میں کمی کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ایسے کرنے سے پھر لوگ قحط سالی میں مبتلا ہو جائیں گے، لہٰذا آج کل اس بات کا بھی بخوبی مشاہدہ کیا جا رہا ہے کہ دن بدن مہنگائی بڑھ رہی ہے، اور نوکریاں نہیں مل رہی ہیں، اس لیے آمدنی کے ذرائع بھی کم ہوتے جا رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں عام طبقہ کے لوگ پس رہے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

رحمت الٰہی کے نزول کا سبب

اسی طرح آپ ﷺ نے حکومت والوں کے متعلق فرمایا: حکومت بھی زیادتیاں شروع کردے گی، اور سخت دل ہوجائے گی، حکومت ایسی سنگ دل، سخت گیر ہوجائے گی کہ تمام لوگوں کو نقصان پہنچائے گی اور ظلم کرے گی، اور لوگوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر وہ زکاۃ ادا نہیں کریں گے تو آسمان سے رحمتیں نازل ہونا بند ہوجائیں گی یعنی بارش نہیں ہوگی، آگے فرمایا: اگر جانور نہ ہوتے تو لوگوں کی بداعمالیوں کے سبب قطعاً بارش نہ ہوتی، لیکن اللہ تعالیٰ ان پر ترس کھا کر بارش نازل فرمادیتا ہے، چونکہ اللہ تعالیٰ کو بے گناہ جانوروں پر رحم آتا ہے اس لیے بارش ہوجاتی ہے، اسی طرح اللہ کے بعض نیک بندے ایسے ہوتے ہیں جن کی للّٰہیت کے سبب بسا اوقات بارش ہوجاتی ہے۔

بزرگوں کی برکت

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ رائے بریلی تشریف لائے، گرمی کا سخت موسم تھا، بارش کا دور دور تک نام ونشان نہ تھا، ہر ایک بارش نہ ہونے کی وجہ سے گرمی سے اکتا چکا تھا، چنانچہ گھر کی خواتین نے حضرت مولانا سے دعا کی درخواست کی، جب حضرت مولانا نے دعا فرمائی تو چند ہی گھنٹوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے زوردار رحمت والی

www.abulhasanalinadwi.org

بارش نازل ہوئی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ بزرگان دین کی برکت سے بھی تمام لوگوں کو اپنے انعامات سے نواز دیتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی لاج رکھتا ہے، اسی لیے ان کی برکت سے بہت سے لوگ مستفید ہوتے ہیں، جیسا کہ ایک شیر شکار کرتا ہے لیکن نہ جانے کتنے جانور اس کو کھاتے ہیں، کیونکہ شیر تو صرف خون پیتا ہے اور خاص چیزیں کھاتا ہے، باقی تمام چیزیں لومڑی وغیرہ ہی کھاتی ہیں۔

امانت اٹھنے کا نقصان

اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ جب بڑے لوگ اللہ کی کتاب کو سامنے رکھ کر فیصلہ نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے آپس ہی میں پھوٹ ڈال دے گا، یعنی ان کو آپس ہی میں لڑا دے گا، گویا اس طرح تمام امت کے افراد آپس میں انتشار کا شکار رہیں گے، اسی لیے آج کی اصل اور بنیادی ضرورت یہ ہے کہ ہر انسان کے اندر امانت موجود ہو، کیونکہ جب امانت موجود ہوگی تو ہر اعتبار سے معاملہ صحیح ہوتا چلا جائے گا، اسی لیے قرآن مجید میں بھی فرمادیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ امانت والوں کو ان کی امانتیں پہنچادینے کا حکم کرتا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ دین ہر ایک کی ضرورت ہے اس لیے دین ہر ایک تک پہنچانا بھی ضروری ہے، اسی طرح امانت کے اندر یہ بات بھی شامل ہے کہ جس شخص کو پیسہ کی ضرورت ہو اور اس کے ساتھی کو معلوم ہو کہ اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ضرورت ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کی ضرورت کو پورا کرے، اسی طرح اگر کسی کو سمجھانے کی ضرورت ہے تو اس کو سمجھا کر امانت کا حق ادا کرنا چاہیے، غرض کہ جو بھی جس کی ضرورت ہو، اس کی اس ضرورت کا پورا کرنا ہی حق ادا کرنے کے مرادف ہے، لہٰذا ہم سب کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم ہر ایک کا حق اس تک پہنچائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو امانت والا بنادے۔

www.abulhasanalinadwi.org

تواضع وخوش اخلاقی

قرآن وحدیث میں اخلاق کی بہت زیادہ تعریف آئی ہے، اسی لیے اچھے اخلاق والے کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ حسن اخلاق والے کی رسائی نماز پڑھنے والوں کے مقام تک ہوجاتی ہے، یعنی ایسا شخص اپنے اچھے اخلاق کے ذریعہ سے روزہ رکھنے والوں اور نماز پڑھنے والوں کے برابر ہوجاتا ہے، اسی لیے جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلاۃ وازکی التسلیم بھی اخلاق کے اعلی معیار پر فائز تھے، آپ سے بڑھ کر کوئی اخلاق والا نہ ہوا ہے، نہ ہے، نہ ہوگا، آپ کے اخلاق سب سے زیادہ عظیم، سب سے زیادہ بڑھ کر ہیں، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے سب سے زیادہ قریب اچھے اخلاق والے ہوں گے، غرض کہ اچھے اخلاق کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مدح فرمائی ہے، اور یہ تعریف اسی لیے کی جاتی ہے کہ ہم لوگ ان اخلاق کو اپنے اندر پیدا کریں، تاکہ ہم بھی اچھے اخلاق والوں میں سے ہوجائیں،

www.abulhasanalinadwi.org

اسی لیے یہ بھی جاننا ضروری ہوگا کہ اچھا اخلاق کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا کیا ہیں؟ تاکہ ہم لوگ بھی اپنے اندر وہ اخلاق پیدا کریں۔

تواضع کا تعارف

اخلاق عربی کا لفظ ہے، اس کو عربی میں "خَلق" کہتے ہیں، اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک "خَلق" ہوتا ہے، دوسرا "خُلق" لہٰذا اگر ظاہری حسن و جمال اور ظاہری کشش و جاذبیت کو اچھا کہا جائے گا تو "احسن خَلقا" کہیں گے، یعنی فلاں شخص ظاہری اعتبار سے بڑا خوبصورت و پرکشش ہے، اس کا ہر عضو پیکر حسن و جمال ہے، لہٰذا اگر اس ظاہری اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جناب رسالت مآب علیہ السلام ظاہری اعتبار سے بھی اس قدر شاندار اور پیکر حسن و جمال تھے کہ آپ کے جیسا نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا، اس کے علاوہ جو باطنی کمالات ہیں وہ اگر اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں تو ان کو عربی میں "خُلق" کہتے ہیں، جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح حسن کا تعلق سر سے پیر تک ہے اسی طرح اخلاق کا تعلق بھی انسان کے ہر جز سے اور ہر گوشہ سے ہے، ہر ناحیہ اور ہر پہلو سے ہے، غرض کہ اخلاق پوری زندگی پر سایہ فگن ہیں، اور زندگی کے ہر شعبہ جماعت، اور ہر گھر سے اس کا تعلق ہے، اس لیے آدمی کو اپنے اندر وہ

www.abulhasanalinadwi.org

اخلاق پیدا کرنے چاہئیں، جس کے ذریعہ سے وہ آگے بڑھتا چلا جائے، اور جس قدر وہ اخلاق پیدا کرتا چلا جائے گا اتنی ہی خدا اور بندوں کی نگاہ میں ترقی کرتا جائے گا، یعنی بلند ہو جائے گا، جس کی پہلی تعریف یوں سمجھی جاسکتی ہے کہ آدمی مسکرا کر خوش اخلاقی سے پیش آنا سیکھ جائے، تو یہ اخلاق کا پہلا درجہ ہے یعنی کوئی کسی کے لیے ناک بھنوئیں نہ چڑھائے، کسی سے ملنے کا طریقہ ایسا اختیار نہ کرے کہ ملنے والے کو بھی کدورت ہو، اور سامنے والا شخص بھی برا سمجھے کہ ان کو تو ملنے کا طریقہ بھی نہیں آتا، اسی لیے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ کو جو دیکھتا تھا وہ پہلی ہی نگاہ میں آپ کا ہو جاتا تھا، کیونکہ آپ کی ملاقات کا انداز بھی کچھ اس قدر حسین وجمیل تھا کہ جو آپ سے ملاقات کر لیتا تھا بس آپ ہی کے گن گاتا تھا اور آپ ہی کا ہو جاتا تھا، یہ خوش اخلاقی کی بات تھی، معلوم ہوا اچھے اخلاق کا پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کا چہرہ ہمیشہ کھلا ہوا ہو، مرجھایا ہوا نہ ہو، ملنے کا طریقہ اچھا ہو برا نہ ہو، پھر اس کے بعد حسن اخلاق کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آپ کسی کے ساتھ جو بھلا کام کر سکتے ہوں وہ کرنے والے ہو جائیں، یعنی مہمان کی کما حقہ مہمان نوازی کرنے والے ہو جائیں، اس کا تعاون کریں، اور اس کی جو

www.abulhasanalinadwi.org

بھی پریشانی ہو وہ حل کریں، یا اگر کسی کی عیادت کا مسئلہ ہو تو اس کی عیادت کے لیے جائیں، اور اگر کسی کو کوئی رکاوٹ آگئی ہو تو اس کو دور کرنے والے بن جائیں، اور حسن اخلاق کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ کسی بھی انسان کو جو بھی پریشانی لاحق ہو اس کو ہر قسم کی تکلیف سے بچائیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ اِمَاءِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ. (۱)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کی ایک معمولی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جدھر چاہتی لے جاتی۔

فائدہ:- یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں ہے کہ سید الکونین، سرور دو عالم، ساری دنیا کے امام، سارے انسانوں کے پیشوا کا کیا مقام ہے اور بلندیوں میں بھی وہ کس بلندی پر فائز ہیں اور اپنے اخلاق کے اعتبار سے کتنے فائق ہیں، لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ ہے کہ جب آپ مدینہ منورہ

(۱) صحیح البخاری: ٦٠٧٢

www.abulhasanalinadwi.org

کی گلیوں میں تشریف لے جاتے تو کوئی بھی معمولی لڑکی آپ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتی تھی، اور جہاں چاہتی تھی لے کر جاتی تھی، اللہ اکبر!

اس حدیث سے مزید اس بات کی صراحت ہو جاتی ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی کے اندر تواضع پیدا ہو جائے، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: آپس میں تواضع اختیار کرو، جس سے خود معلوم ہوتا ہے کہ گویا اخلاق کا ایک بہت بڑا جزء تواضع ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے کو کچھ نہ سمجھے اور حقیقت یہی ہے کہ جو انسان جتنا بڑا ہوتا ہے وہ اپنے کو کچھ نہیں سمجھتا، لیکن جو انسان بظاہر بڑا بنتا ہے وہی ادھر ادھر کی چیزوں میں مبتلا ہوتا ہے، کیونکہ اس کے اندر پوری طرح دین داخل نہیں ہوا ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس کی تواضع تکبر میں تبدیل ہو جاتی ہے، کیونکہ جس کو وہ تواضع سمجھتا ہے وہ اس کے تعلی کی وجہ سے تکبر ہو جاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلىٰ صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ. (۱)

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گذرے تو انہیں سلام کیا، اور فرمایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی۔

فائدہ:- اس حدیث کے تناظر میں اگر آج ہم اپنے آپ کو دیکھیں تو ہمارا حال یہ ہے کہ ہم اپنے برابر والوں ہی کو نہیں بلکہ اپنے بڑوں کو بھی سلام نہیں کرتے ہیں، اور اگر ہم بڑے ہیں تو اپنے چھوٹے کو سلام نہیں کرتے ہیں، اس لیے کہ ہم سوچتے ہیں چھوٹا مجھے سلام کرے

(۱) صحیح البخاری: ٦٢٤٧

www.abulhasanalinadwi.org

گا، حالانکہ یہ اخلاق کے بالکل خلاف ہے، بلکہ سلام کی عادت ڈالنا چاہیے، اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ سلام دل کی کدورت کو دور کرتا ہے، اسی لیے آتا ہے کہ اگر کسی کی آپس میں لڑائی ہو جائے تو سب سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے، جس کا ثواب بھی زیادہ ملے گا، حدیث میں آتا ہے پورا سلام کہنے پر ایک انسان کو تیس نیکیاں ملتی ہیں، اسی طرح سے یہ بھی فرمایا گیا کہ جو شخص جواب دیتا ہے اس کو بھی اتنی ہی نیکیاں ملتی ہیں، اور اگر کوئی جواب نہیں دیتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا، البتہ سلام کرنے والے کو اپنے سلام کی نیکیاں مل جائیں گی۔

www.abulhasanalinadwi.org

نیکی اور برائی کا فرق

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ، فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ. (۱)

ترجمہ:- حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: نیکی تو حسن اخلاق ہے، اور گناہ ہر وہ بات ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے، اور تم یہ ناپسند کرو کہ دوسرے کو اس کا علم ہو۔

فائدہ:- معلوم ہوا نیکی کرنے سے متعلق جتنے بھی کام ہیں وہ

(۱) صحیح مسلم: ۲۵۵۳

www.abulhasanalinadwi.org

سب اخلاق ہی میں داخل ہیں، نیکی والے کاموں کی لمبی فہرست ہے جس کو مختصراً یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ اچھا معاملہ کیا جائے، ہر انسان کی خدمت کی جائے وغیرہ وغیرہ، اسی طرح اس کے بالمقابل یہ بھی ہو کہ کوئی انسان کسی کے اوپر اپنے کو بڑا نہ سمجھے، یعنی فخر نہ کرے، یہاں تک کہ اس طرح کی کسی بات کا دل کے اندر خیال بھی نہیں لانا چاہیے، جس سے یہ محسوس ہو کہ ہم فلاں سے بلند ہیں، کیونکہ ہر ایک کتنا بلند ہے؟ اس کی حقیقت اللہ بخوبی جانتا ہے، کیونکہ اس کے نزدیک کوئی انسان نسب یا دنیوی عزت، یا پیسہ کی وجہ سے بڑا نہیں بنتا، بلکہ اس کے یہاں تقویٰ کے معیار سے بلندی حاصل ہوتی ہے، اور تقویٰ کی بنیاد اخلاق وتواضع کا انسان کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے، لہٰذا جس کے اندر یہ صفات پیدا ہو جائیں تو وہ شخص بڑا ہوتا جائے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بڑائی بگھارنے والے ناپسندیدہ ہیں

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّيْ مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: الْمُتَكَبِّرُوْنَ. (۱)

ترجمہ:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق تم میں سب سے اچھے ہوں گے اور قیامت کے دن میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض

(۱) سنن الترمذی: ۲۰۱۸

www.abulhasanalinadwi.org

اور مجھ سے دور تم میں وہ لوگ ہوں گے جو بتکلف خوب باتیں کرتے ہیں، اور حق سے تجاوز کرتے ہیں، اور گلا پھاڑ پھاڑ کر بات کرنے والے، بتکلف فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کرنے والے، اپنی فضیلت و برتری کو ظاہر کرنے کے لیے زور زور سے باتیں کرنے والے۔

فائدہ:- تکبر، تواضع کے بالکل برخلاف چیز ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: جو تواضع اختیار کرے گا وہ سب سے زیادہ میرے قریب ہوگا، اور جو تکبر کرے گا وہ سب سے زیادہ دور ہوگا، لیکن آج کل کی حقیقت یہ ہے کہ لوگ ظاہری طور پر اگرچہ تواضع دکھاتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ تواضع سے بالکل خالی ہوتے ہیں، یہاں تک کہ بسا اوقات لوگ اپنے خطوط میں لکھ بھی دیتے ہیں "خاکسار" "ناچیز"، "ہیچ مداں"، لیکن اگر دیکھا جائے تو جتنے لوگ اس طرح لکھنے والے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا جو ان الفاظ کی حقیقت کو اپنے اوپر منطبق کرنا بھی پسند کرتا ہو، معلوم ہوا بعض دفعہ کچھ لوگ تواضع اس لیے بھی اختیار کرتے ہیں کہ اپنی تعریف سن سکیں۔

مدارات کا خیال

تواضع اور خوش اخلاقی میں مدارات کا بھی خاص خیال رکھنا ضروری

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خاص خیال بھی فرمایا ہے، روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے معلوم کیا کہ آپ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کو، پھر معلوم کیا اس کے بعد کس کو محبت فرماتے ہیں؟ فرمایا: عمر کو، غرض کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے جو جس کا مقام تھا اسی اعتبار سے بتاتے رہے، یہاں تک کہ صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے معلوم ہی نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کس نمبر پر چاہتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو تواضع ایسی اختیار کرنا چاہیے کہ ہر انسان اس کے متعلق اچھا خیال رکھے، اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام حضرات کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے اس لیے ہر ایک آپ کو اپنا سب سے زیادہ محبوب سمجھتا تھا، البتہ تواضع وخوش اخلاقی میں یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ انسان مدارات کا خیال بھی باقی رکھے، ورنہ بسا اوقات اس کا بھی غلط اثر پڑ جاتا ہے۔

لیکن اسی مدارات کے ساتھ یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ مداہنت کرنا ہرگز درست نہیں ہے، کیونکہ خوش اخلاقی میں صرف مدارات کی اجازت ہے، مداہنت کی نہیں ہے، مداہنت کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ کسی موقع سے کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے دین کا نقصان واقع ہوتا ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

البتہ لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے کا طریقہ خود حضور ﷺ نے عمل کر کے لوگوں کو عطا فرما دیا کہ جب تک شریعت کے حرمات کی پامالی نہ ہو رہی ہو، تب تک مزاح کی اجازت ہے، چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ مسجد میں صفوں کو تیر کے ذریعہ سے سیدھا فرما رہے تھے، تو ایک صاحب کا پیٹ باہر نکلا ہوا تھا، لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے اوپر تیر لگا کر فرمایا: برابر کھڑے ہو جاؤ، لیکن آپ ﷺ کو اپنی اس بات کا بعد میں یہ احساس ہوا کہ میں نے یہ بات ان کے جسم پر تیر لگا کر کہی تھی "برابر ہو جاؤ" تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو کچھ تکلیف ہو گئی ہو، چنانچہ اس شکایت کو دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو مجھ سے تکلیف پہنچ گئی ہو وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے، لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ آپ ﷺ پر بالکل فدائی تھے، وہی لوگ آپ ﷺ سے بدلہ کیسے لے سکتے تھے؟ اس کے باوجود ان صحابی نے جن کے آپ ﷺ نے تیر لگایا تھا، انہوں نے فرمایا: میں بدلہ لوں گا، جس کی وجہ سے سارے مجمع میں ہل چل مچ گئی، لیکن آپ ﷺ کو ذرا بھی تامل نہ ہوا، بلکہ آپ ﷺ نے اپنا پیٹ کھولا اور فرمایا: یہ تیر لو، اور جس طرح میں نے کیا تھا، تم بھی ویسے ہی کر لو، چونکہ وہ بھی صحابی رسول تھے، ایسا کرنا کیوں کر گوارا فرما سکتے تھے؟ اس لیے جیسے ہی آپ ﷺ نے اپنا پیٹ کھولا تو وہ صحابی آپ ﷺ سے

www.abulhasanalinadwi.org

لپٹ گئے، اور فرمایا: اب اس پاک بدن سے اپنے بدن کو مس کرلیا ہے، لہٰذا جہنم میں جانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے، معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ اس وقت تک رحم دلی وخوش اخلاقی کا معاملہ فرماتے تھے جب تک شریعت کے معاملہ میں دخل اندازی نہ کی جائے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح کے سلسلہ میں ایک واقعہ یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک معمولی درجہ اور معمولی صورت کے صحابی جو کہ منڈی میں کام کرتے تھے اور سامان فروخت کرنے کے لیے بولی لگایا کرتے تھے، ایک بار وہ منڈی میں آواز لگا رہے تھے کہ اچانک وہاں سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، لیکن وہ اپنے کام میں اس قدر مشغول تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ بھی نہ سکے، لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے جاکر ان کی آنکھیں بند کرلیں، اور چونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے طاقت بھی عطا فرمائی تھی، اس لیے اس طرح زور سے پکڑا کہ وہ کچھ بھی دیکھ نہیں پا رہے تھے، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ڈھیلا کیا، تو انہوں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، تو خود کہتے ہیں کہ میں قصداً اور پیچھے ہوگیا تاکہ میرا جسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے مس کر جائے، جس سے بڑھ کر کوئی شرف نہیں ہوسکتا ہے، چنانچہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو کون خریدے گا؟ اور پھر آپ نے ان کی بولی لگائی، تو بعض نے کہا:

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت یہ اتنا معمولی ہے کہ ٹکوں ہی میں بک جائے گا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ اللہ کے نزدیک بہت قیمتی ہے۔ اللہ اکبر!!

معلوم ہوا جہاں تک دین کی حرمت کی پامالی کا خوف نہیں ہوتا تھا آپ ﷺ اس حد تک لوگوں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ فرماتے تھے، لیکن اگر کہیں دین کا مسئلہ پیدا ہو جائے تو آپ ﷺ سے زیادہ کوئی شخص بھی غصہ والا نہیں ہوتا تھا، درحقیقت یہی وہ چیز ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، یعنی اللہ کے لیے ہی محبت کی جائے، اور اسی کے لیے بغض کیا جائے، لیکن آج کل کا معاملہ اللہ کے لیے نہیں، بلکہ اپنے نفس کا رہ گیا ہے، یہاں تک کہ جو حضرات صاحب اولاد ہیں ان کا حال یہ ہے کہ اگر ان کی اولاد نماز چھوڑ دے، شریعت پر عمل کرنا چھوڑ دے، تو ان کے سروں پر جوں بھی نہیں رینگتی، لیکن اگر ذرا سی بھی ان کی شان میں بدتمیزی کر دے تو فوراً آگ بگولہ ہو جاتے ہیں، حالانکہ خود ان کے اعمال تعلیمات نبوی کے سراسر خلاف ہیں، کیونکہ وہ غصہ ہونے کے محل پر غصہ ظاہر نہیں کر رہے ہیں۔

تواضع کا فائدہ

تواضع کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان اس کے نتیجہ میں ہمیشہ اپنی برائیوں پر نظر رکھنے والا بن جاتا ہے، اسی لیے حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کھل گئی جب سے چشم بصیرت
اپنی نظر میں گر گئے ہم

معلوم ہوا اگر انسان کی چشم بصیرت کھل جائے تو اس کو اپنے عیوب دیکھنے کی وجہ سے کسی دوسرے پر فخر کرنے کی گنجائش نہیں ہوگی، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا بنایا ہے کہ اس کے ساتھ ظاہری و باطنی دونوں برائیاں ہیں، جس طرح ظاہر میں ستر عورت کا حکم ہے، اسی طرح باطن میں بھی کچھ چیزوں کو جسم میں چھپا کر رکھنے کا حکم ہے، یعنی باطنی طور پر جو کچھ خیالات و جذبات پیدا ہوتے ہیں ان کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے، گویا جس طرح انسان کشف عورت سے ذلیل ہوتا ہے اسی طرح کمزوری والی باتیں بھی انسان کے لیے باعث ننگ و عار ہوتی ہیں، لہٰذا اس سلسلہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، انسان کے سامنے جس قدر اپنے گناہوں کا احساس ہوگا اتنا ہی وہ شخص تکبر سے پاک ہوگا، کیونکہ اس کو اپنی حقیقت کا علم ہے۔

چشم بصیرت کا فائدہ

بزرگان دین کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے کو بہت معمولی درجہ کا انسان سمجھتے تھے، یہاں تک حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کا حال خود ہم نے دیکھا کہ آپ کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اللہ نے ان کو اتنا

www.abulhasanalinadwi.org

بلند مقام عطا فرمایا ہوگا، کیونکہ درحقیقت جب کوئی انسان تواضع کے ساتھ اتنی بلندی پر پہنچ جاتا ہے، تو اس سے ظاہر داری ختم ہو جاتی ہے، بلکہ وہ محض سنت کے مطابق ہی اعمال کرتا ہے، اس کے علاوہ دکھاوے کے لیے کچھ بھی نہیں کرتا۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کو ایک صاحب نے خط لکھا: "میں جب صافہ باندھ کر نماز پڑھاتا ہوں، تو اپنے اندر ایک عجب محسوس کرتا ہوں، گویا کچھ دیر کے لیے میں اپنے کو اچھا اور بڑا سمجھتا ہوں، لیکن جب میں صافہ اتار دیتا ہوں تو ایسی کیفیت نہیں ہوتی ہے، آپ کچھ علاج بتائیے" چنانچہ حضرت تھانویؒ نے جواب لکھا: "آپ عمامہ پہن کر امامت نہ کیجیے، اس لیے کہ تکبر اور عجب کا چھوڑنا واجب ہے، اور عمامہ کا باندھنا سنت ہے"۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ انسان جس قدر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے گا اور لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے گا اور کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھے گا وہ اسی قدر اللہ والا، متقی، اور معزز و محبوب شخص بنتا چلا جائے گا، یہی وہ راز ہے جس کو اپنا کر بزرگان دین تمام دنیا والوں اور آسمان والوں کے محبوب بن جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اخلاق اور حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسکینوں اور کمزوروں کے ساتھ محبت ونرمی

کمزور طبقات کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے، اچھا سلوک کرنے، ہمدردی وغم گساری کا معاملہ کرنے کا حکم جابجا دیا گیا ہے، جس کا علم ہم کو قرآن وحدیث سے ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمزوروں کے سلسلہ میں جو ہدایات دی ہیں وہ اتنی بھرپور ہیں کہ کوئی بھی کمزور طبقہ اس سے محروم نہیں ہے، لیکن آج کل جو دور ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں، اس میں کمزوروں کا حق مارا جاتا ہے، ان کا حق چھینا جاتا ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ کمزوروں کے حقوق کا نعرہ بھی لگایا جاتا ہے، اور ان کے لیے خوش نما القاب اختیار کیے جاتے ہیں اور اس کے لیے انتظامات بھی کچھ اس انداز سے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یا اس کے لیے کچھ ایسا سامان تیار کر کے لوگوں میں پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے، جس سے دیکھنے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اچھا کام کیا ہے، لیکن اس کی حقیقت یہ ہوتی ہے کہ ان کے

www.abulhasanalinadwi.org

ان پروپیگنڈوں سے کمزور طبقات کے حقوق کو مزید چھین لیا جاتا ہے، مگر اچھے القاب سے، اچھے نام سے، اچھے اعلان سے، اچھے پروپیگنڈہ سے، اچھے نعروں اور اچھے ناموں کی وجہ سے اچھے اچھے لوگ دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں، لیکن چونکہ اسلام ہمیشہ سے حقیقت پسند رہا ہے، اور تمام لوگوں کے حقوق کا پاسبان رہا ہے، تمام طبقات کے اوپر احسان کرنے والا، ان کے حقوق کو جان کر لوگوں کو ایک دوسرے کے حقوق کو بتا کر ان کے ساتھ ان کے حقوق کو ادا کروانے والا رہا ہے، خواہ اس کے لیے معاشرہ میں اونچے طبقات کے لوگ ہوں، ان کے بھی حقوق بیان کیے گئے ہیں اور نیچے کے طبقات کے لوگوں کے بھی حقوق بیان کیے گئے ہیں، غرض کہ اسلام نے تمام حقوق کو اچھی طرح واضح کیا ہے، مثلاً: سب سے بڑا طبقہ جو فی نفسہ کمزور ہے، وہ عورتوں کا طبقہ ہے، جس کو سب نے کمزور قرار دیا ہے اور ان کی کمزوری سے خوب فائدہ بھی اٹھایا گیا ہے، اس کو بھی اسلام نے اس کا پورا حق دیا ہے، عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کی اپنی نسوانی صلاحیتوں کی وجہ سے جسمانی اعتبار سے بھی کمزور بنایا ہے، اور عقل کے اعتبار سے بھی کچھ کمزور بنایا ہے، یعنی ان کے اندر جذباتیت غالب رکھی ہے، جس کو عقل کی کمزوری کہا جا سکتا ہے، یا ان کی نسوانیت کا حسن کہا جا سکتا ہے، کیونکہ اگر عورتوں پر جذباتیت غالب نہ ہوتی تو اس پر اپنے گھر کو بنانے وسنوارنے

www.abulhasanalinadwi.org

میں جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان کے ادا کرنے میں اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر سکتی تھی، لیکن لوگ اس کی اس کمزوری کو غلط معنی میں لے لیتے ہیں۔

عورتوں کی مثال

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کمزور طبقہ کے متعلق بھی نرمی کے برتاؤ کا حکم فرمایا ہے کہ ان کی مثال آبگینوں کی طرح ہے، گویا جس طرح شیشہ کا جام ہوتا ہے جو کہ اگر ذرا سا گر جائے تو چکنا چور ہو جاتا ہے، لہذا عورتوں کو اسی سے تشبیہ دے کر یہ حکم فرمایا گیا ہے کہ ان کا خاص لحاظ رکھا جائے، ان کا بے جا استعمال نہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ، افسوس کہ ہمارے یورپ کے لوگوں نے آج شیشہ کے گلاس کو پلاسٹک کے گلاس میں تبدیل کر دیا ہے اور وہ اس بات پر خوش ہیں کہ ہم نے ایسا گلاس بنا دیا جو ٹوٹتا ہی نہیں، چاہے اس کو کہیں پھینک دیجئے، وہ گندا ہو جائے گا لیکن ٹوٹے گا نہیں، اور انہیں کے اس نظریہ سے متفق ہو کر ہمارے لوگ بھی ان کی اس بات سے خوش ہیں، اس لیے کہ اب ان کی دنیا کو دیکھ کر یہاں کے لوگوں کی بھی عقلیں ماری گئی ہیں، ورنہ اگر آدمی غور کرے تو اسلام نے عورت کو جو مقام دیا ہے وہ کوئی مذہب نہیں دے سکتا ہے۔

عورتوں کے طبقات

اسلام میں عورتوں کے مقام کو یوں سمجھنا آسان ہوگا کہ عورتیں تین

www.abulhasanalinadwi.org

طبقوں میں ہوتی ہیں یا تو وہ ماں بن جائیں گی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں کے متعلق فرمایا: ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے والدین کے حقوق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ماں کو تین درجے عنایت فرمائے، اور باپ کا چوتھا درجہ مقرر کیا، گویا کہ تین حصے ماں کے حصہ میں آئے، اور چوتھا حصہ باپ کے حصہ میں آیا، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، گویا اگر کوئی عورت ماں کے درجہ پر پہنچ جائے تو ان تمام لوگوں کو جو اپنی ماؤں کے بیٹے ہیں، ان کو یہ تلقین کر دی گئی کہ تم کو ماں کی خدمت کرنی ہے، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے، ان کے ساتھ محبت کا معاملہ کرنا ہے، اور جو ضرورتیں ان کو پڑتی جائیں آپ ان کو پورا کرتے چلے جائیں اور اس میں یہ سمجھیں کہ ہمارے لیے جنت طے ہوتی جا رہی ہے۔

عورتوں کا دوسرا طبقہ

اس کے بعد عورت کا دوسرا درجہ بیوی کی شکل میں آتا ہے، اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خیرکم خیرکم لأهله وأنا خیرکم لأهلي" (۱)

(تم میں سب سے بہتر وہ انسان ہے جو اپنی بیوی کے

(۱) سنن ابن ماجة: ۲۰۵۳

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہو اور میں اپنے گھر والیوں
کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں)

چنانچہ اگر ہم حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما و دیگر ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے تھے، جس سے اس بات کا بھی بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک شوہر کو اپنی بیوی کے ساتھ کیسا سلوک اور معاملہ کرنا چاہیے اور کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے متعلق فرمایا: "وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور اس کے اوپر کے حصہ میں زیادہ کجی ہوتی ہے" درحقیقت وہی کجی ان کے حسن کی علامت ہے، کیونکہ یہ اصلاً کجی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے حسن وجمال کی بات ہے، جس کی وجہ سے لوگ دھوکہ میں پڑجاتے ہیں، اس لیے اس کجی میں چھپے ہوئے حسن کو اس مثال سے سمجھنا آسان ہوگا: جب گرمی کے موسم میں شربت پیا جاتا ہے تو پہلے اس کو شکر گھول کر میٹھا کیا جاتا ہے، لیکن اگر اس کے بعد ذرا ترش لیموں بھی ڈال دیا جائے تو اس کا مزا مزید بڑھ جائے گا، لہٰذا یہاں پر بھی بالکل ایسا ہی معاملہ ہے کہ عورت میں جو کجی ہے وہ گویا اس کی ترشی ہے، گویا یہ اس کی خاص صلاحیت ہے، یہ باتیں سمجھ کر اگر کوئی اپنی بیوی

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو اس کے لیے آرام ہی آرام ہے۔

عورتوں کا تیسرا طبقہ

اس کے بعد تیسرا درجہ بہنوں اور بیٹیوں کا ہے جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی بیٹیاں ہوں یا بہنیں ہوں، اور ان کا کوئی متکفل نہ ہو یا ایسی بچیاں ہوں جن کی کوئی شخص ان کی شروع زندگی سے ہی اچھی دیکھ ریکھ کرے، یہاں تک کہ ان کی شادی کرنے تک ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، آپ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا: ایسے شخص کے لیے یہ بچیاں جہنم سے حجاب بن جائیں گی۔

معلوم ہوا اگر کوئی شخص ان تینوں حیثیتوں کو مدنظر رکھ کر عورتوں کے طبقہ کے ساتھ ثواب کا کام سمجھ کر حسن سلوک کا معاملہ کرے تو اس کو کبھی زندگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی، یعنی کوئی بھی انسان نہ ماں کے ہوتے ہوئے پریشان ہوگا، نہ بیوی کے ہوتے ہوئے پریشان ہوگا، نہ بیٹیوں کے ہوتے ہوئے پریشان ہوگا، لیکن آج چونکہ انسان ان تینوں معیارات کو کھو چکا ہے اس لیے ہر اعتبار سے پریشان ہے، کیونکہ یوں دکھاوے کے لیے حقوق نسواں کا نام تو بہت لیا جاتا ہے، لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ ان حقوق کے ادا کرنے والے کس تعداد میں ہیں تو معلوم ہوگا کہ کوئی بھی نہیں ہے، اسی لیے جب تک ہر انسان رسول ﷺ کے در اقدس پر حاضر نہیں ہوگا اور ان

www.abulhasanalinadwi.org

کی بارگاہ میں نہیں آئے گا تو وہ چین وسکون کی نیند کبھی نہیں سو سکتا، کیونکہ حقوق کی پامالی کے بعد کسی کو کبھی نیند نہیں آئے گی۔

اسلام میں نابالغ بچوں کا حکم

عورتوں کے کمزور طبقہ کے بعد دوسرا کمزور طبقہ بچوں کا ہے، لہٰذا اسلام نے ان تمام بچوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کا حکم دیا ہے جو بلوغ کی عمر کو نہ پہنچے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "بچے پھول کی طرح ہیں، ان کے ساتھ محبت وشفقت کا معاملہ کرو، اور جو شخص بچوں کے ساتھ شفقت کا معاملہ نہ کرے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے،" شفقت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ انسان ان کی تربیت کی طرف بھی نگاہ رکھے کہ کہیں وہ غلط عادات اور غلط کاموں میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور ان کا غلط استعمال نہ ہونے لگے، ان کا استغلال نہ ہو، جیسا کہ آج کل دنیا والے کر رہے ہیں۔

مزدوروں سے متعلق ہدایت

اس کے بعد تیسرا کمزور طبقہ مزدوروں کا ہے، لہٰذا آپ ﷺ نے اس کے لیے ایک ایسی ہدایت دے دی ہے کہ مزدوروں کو نعرہ لگانے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ سکتی، لیکن یہ بات اسی وقت پیدا ہوگی کہ جب مالک بھی ان کے حقوق کو سمجھنے والا، ادا کرنے والا ہو، اور مزدور بھی اپنے

www.abulhasanalinadwi.org

مالک اور کارخانہ کے ذمہ داران کے حقوق کو سمجھنے والے ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزدوروں کے متعلق ہدایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کی اجرت اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کردو، اور یہ حقیقت ہے کہ اگر ہر انسان اس ہدایت پر عمل کرنے والا بن جائے گا تو کسی بھی مزدور کو شکایت کا موقع ہی نہیں ملے گا، لیکن چونکہ مزدور ایک کمزور طبقہ ہے اس لیے ان کا بھی استحصال اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے کیونکہ بظاہر ان کا کوئی سہارا نہیں ہوتا ہے، اسی لیے ان کی محنت کے نتیجہ میں طاقتور لوگ کماتے ہیں جس کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں ہے، کیونکہ اسلام اپنی کمائی سے کمانے کو کہتا ہے کہ ہر انسان کو اپنی محنت کے بقدر کمانے کی پوری اجازت ہے۔

بوڑھوں کے متعلق ہدایات

اس کے بعد چوتھا کمزور طبقہ بوڑھوں کا ہے، بوڑھوں میں انسان کے اپنے والدین بھی شامل ہیں، جن کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، اس کے متعلق بھی اگر یورپ کا نقطہ نظر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس طبقہ کو بھی صحیح انصاف دلانے والا واحد مذہب اسلام ہی ہے، کیونکہ یورپ کا انصاف تو یہ ہے کہ اس نے بوڑھوں کے لیے ایسے اولڈ ہاؤس تعمیر کرا دیئے، جن کے اندر وہ بوڑھے لوگ اپنی اولاد سے دور سخت پریشانیوں کے اندر اپنی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں، وہاں ان کا نہ

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی پرسان حال ہوتا ہے، نہ کوئی محبت سے معاملہ کرنے والا ہوتا ہے، حالانکہ اس کے برعکس اسلام کا حکم یہ ہے کہ اگر تمہارے والدین بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان سے اف بھی نہ کہیے، بلکہ ان کے ساتھ احسان کرتے چلے جاؤ، یعنی اگر وہ غلط ہوں تب بھی اور اگر اچھے ہوں تب بھی، ہر حال میں ان کے ساتھ اچھا معاملہ اختیار کرنا ہے۔

اسی کے ساتھ ان بوڑھوں کے متعلق بھی حسن سلوک کا حکم فرمایا جو کسی کے رشتہ میں اگرچہ کچھ نہ لگتے ہوں، لیکن فرمایا کہ انسانی تعلق کی بنیاد پر ان سے محبت کے ساتھ پیش آؤ، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی جوان لڑکا کسی بوڑھے کا احترام کرے گا تو اللہ اس جوان کو اس کے بڑھاپے میں ایک خادم نصیب فرمائے گا، جس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گویا اگر کسی بوڑھے کی خدمت کی جائے تو اس شخص کی عمر بھی لمبی ہوگی، ورنہ یہ نہ کہا جاتا ہے کہ وہ نوجوان اپنے بڑھاپے میں ایک خادم کو پائے گا۔

یتیموں سے متعلق ہدایات

اسی طرح اس طبقہ کے بعد بھی کمزوروں کی ایک لمبی فہرست ہے جس میں یتیموں کا طبقہ بھی ہے، بچیوں، بیواؤں اور فقراء و مساکین کا طبقہ بھی شامل ہے، ان سب کے ساتھ اسلام نے حسن سلوک کا حکم دیا ہے، اسی طرح انہیں کمزوروں کے ساتھ ایک کمزور طبقہ بیماروں کا بھی ہے، جس

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ اسلام نے نہایت اچھے سلوک کا حکم دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ بھی یورپ میں جتنا برا سلوک ہو رہا ہے وہ کہیں دنیا میں کسی اور جگہ شاید نہیں ہو رہا ہے، چونکہ یورپ کو خود اپنے پیسے ہی سے علاج کرانا ہے، اس لیے وہاں کے لوگ ایسے قوانین بنانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ان کی دوائیں بھی خوب عام ہوں اور اس سے لوگوں کو نقصان بھی خوب پہنچ سکے، مثلاً: انہوں نے یہ قانون بنایا کہ جو شخص اپنے آپ دنیوی زندگی سے تنگ آ کر موت کا انجکشن لگانا چاہے تو اس کو اجازت ہے کہ وہ ایسا انجکشن لگا سکتا ہے، جس کا فائدہ یورپ والوں کو اس طرح حاصل ہوگا کہ اس طرح پوری دنیا میں خودکشی کا رجحان بڑھ جائے گا، لیکن اس بڑے نقصان کے ساتھ چونکہ ان کو خوب منافع بھی حاصل ہوگا اس لیے کہ موت کے لیے انہیں کے انجکشن خریدے جائیں گے، لہٰذا ان کو یہ بات گوارا ہے کہ اگر ہمارا کاروبار لوگوں کے مرنے سے منافع میں رہے گا تو پوری دنیا تباہی کی راہ پر پڑ جانا چاہیے۔ العیاذ باللہ!

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ والوں کی فضیلت

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ: اطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِؤُوْنَ عَلَيْنَا، وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ، وَبِلَالٌ، وَرَجُلَانِ لَسْتُ أُسَمِّيْهِمَا، فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقَعَ، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ﴾(۱)

ترجمہ:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم چھ آدمی تھے،

(۱) صحیح مسلم: ۲٤۱۳

www.abulhasanalinadwi.org

کفار نے کہا: ان لوگوں کو ہٹا دیجئے کہ ہم پر جری نہ ہو جائیں، اور ان چھ آدمیوں میں ابن مسعود ایک آدمی، بنو ہذیل کا بلال اور دو آدمی اور تھے، جن کا نام نہیں لوں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا، جو منجانب اللہ منظور تھا، چنانچہ فوراً آیت نازل ہوئی ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ﴾ ''اور جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے طالب ہیں، ان کو دھتکارو نہیں''۔

فائدہ:- مذکورہ بالا حدیث میں جو صحابہ کو ہٹانے کے لیے کہا گیا ہے اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی خیال تھا کہ شاید کسی طرح سے یہ دیگر لوگ بھی اسلام قبول کرنے والے بن جائیں، لیکن اس کے باوجود بھی چونکہ ان صحابہ کا مقام بھی غیر معمولی بلند تھا اس لیے فوراً مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ والوں کا مقام

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَتَى عَلَى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِي نَفَرٍ، فَقَالُوا: مَا أَخَذَتْ سُيُوفُ اللّٰهِ مِنْ عَدُوِّ اللّٰهِ مَأْخَذَهَا، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَتَقُولُونَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ؟ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فَأَخْبَرَهُ) فَقَالَ: يَا أَبَابَكْرٍ! لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ، لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: يَا اخْوَتَاهُ! أَغْضَبْتُكُمْ؟ فَقَالُوا: لَا، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أُخَيَّ.(۱)

ترجمہ:- حضرت عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوسفیان، حضرت سلمان، حضرت صہیب اور حضرت بلال کے پاس آئے، جو کچھ لوگوں کے ساتھ

(۱) صحیح مسلم: ۲۵۰۴

www.abulhasanalinadwi.org

بیٹھے تھے، ان حضرات نے کہا: اللہ کے دشمنوں کے ساتھ تلواروں نے اپنا پورا جوہر نہیں دکھایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات سے کہا: کیا تم قریش کے بزرگ اور سردار سے اس طرح کی بات کہتے ہو، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ابوبکر! شاید تم نے ان لوگوں کو ناراض کردیا، پھر حضرت ابوبکر ان لوگوں کے پاس آئے اور پوچھا میرے بھائیو! کیا آپ لوگ ناراض ہوگئے ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا: نہیں، میرے بھائی خدا آپ کو معاف کرے۔

فائدہ:- یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت ابوسفیان نے اسلام قبول کرلیا تھا لیکن ابھی مکمل طور پر مسلمانوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا نہیں ہوا تھا، بلکہ مراعات کا مرحلہ تھا، البتہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات (صحابہ کرام) کی رعایت فرمائی، گویا اس کے ذریعہ سے یہ بھی بتادیا کہ اگرچہ یہ لوگ دیکھنے میں معمولی ہیں، لیکن اللہ کے نزدیک ان کا کیا مقام ہے اس کو کوئی نہیں جانتا، اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محض کسی کے چہرے کو دیکھ کر یا کسی کی مالی حیثیت کو دیکھ کر اس بات کا فیصلہ قطعاً نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ کے یہاں اس کا کیا مقام ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کمزوروں کی فضیلت

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى سَعْدٌ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُوْنَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ. (۱)

ترجمہ:- حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد کے اندر یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ دوسروں پر فائق ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے کمزوروں ہی کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے اور رزق ملتا ہے۔

فائدہ:- معلوم ہوا کہ ایک مسلمان کو ہر طرح کے کمزور کی ہر

(۱) صحيح البخاری: ۲۸۹۶

www.abulhasanalinadwi.org

طریقہ سے انسانیت کے واسطہ مدد کرنا چاہیے، اور کمزور طبقات کو دیکھ کر ناک بھنوئیں نہیں چڑھانا چاہیے، اس طرح اگر گھر میں کوئی بوڑھا بیمار ہے تو اس کی وجہ سے پریشان نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ بسا اوقات انہیں کی دعاؤں کے طفیل ہم کو بھی رزق دیا جاتا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جن گھرانوں کے بوڑھے لوگ دین دار ہوتے ہیں وہ خدمت کرنے پر بہت دعائیں دیتے ہیں، جس سے لوگوں کو بہت نفع بھی ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ کمزور طبقہ جو بیماری کی حالت میں ہے ان کے ساتھ بھی عیادت کر کے حسن سلوک کرنا چاہیے، لیکن عیادت محض رسمی نہ ہو بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اعتبار سے کسی حد تک مریض کا تعاون بھی کرنا چاہیے، البتہ عیادت کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں، یعنی بیماری میں اس کا ہاتھ بٹایا جائے، وہاں بیٹھ کر اس کو تسلی دی جائے، اس کو تنگ نہ کیا جائے، کیونکہ مریض کی عیادت میں اصل مقصود اس کو راحت پہنچانا ہے تنگ کرنا نہیں، اسی طرح اگر اس وقت اس کو دوا کی ضرورت ہے تو اس کے لیے دوا لائی جائے، غرض کہ انسان سے جس طرح کی مدد ممکن ہو اس کو اس طرح مدد کرنا چاہیے، وہ سب عیادت میں شامل مانا جائے گا، لیکن آج کل ہم نے عیادت کو محدود کر دیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ضعفاء کی برکت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: ابْغُوْنِيْ فِيْ الضُّعَفَاءِ، فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ۔ (۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو، کیونکہ کمزوروں کی وجہ سے تم کو رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا انسان جب اپنی محنت کرکے پیسہ کماتا ہے تو اس کو کمزوروں کی مدد بھی کرتے رہنا چاہیے، تاکہ رزق میں برکت ہو، کیونکہ

(۱) سنن أبي داؤد: ٢٥٩٤

www.abulhasanalinadwi.org

اگر کوئی شخص کمزوروں کے ساتھ مدد کا معاملہ نہیں کرتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان بظاہر تو بہت پیسہ کماتا ہوگا، لیکن وہی پیسہ اس کے ذہن و دماغ کو کاٹنے والا ہوگا، اور اسی کی بے برکتی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ایسی ایسی بیماریوں سے دوچار کردے گا کہ وہ کبھی چین سے نہ کھا سکے گا، نہ پی سکے گا، جب کہ پیسہ کی بھی کوئی کمی نہیں ہوگی، کیونکہ ایسے ناشکرے انسان کو اللہ تعالیٰ ایسی بیماریوں میں جکڑ دے گا جن کی وجہ سے اس کا عمدہ کھانوں سے پرہیز ہی ہوجائے گا۔

www.abulhasanalinadwi.org

بیوہ اور مسکین کی خبر گیری پر اجر عظیم

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: السَّاعِیْ عَلَی الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَکَالْقَائِمِ (الَّذِیْ) لَا یَفْتُرُ، وَکَالصَّائِمِ (الَّذِیْ) لَا یُفْطِرُ. (۱)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کی خبر لینے والا، اللہ کے راستے میں لڑنے والے کی طرح ہے، اور میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا: اس عابد کی طرح ہے جو سست نہ ہو پڑے، اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہ کرے۔

(۱) صحیح البخاری: ۶۰۰۷

www.abulhasanalinadwi.org

فائدہ:- درحقیقت اسلام نے یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ جو تعلیمات دی ہیں وہ ناقابل فراموش تعلیمات ہیں، ورنہ اس سے پہلے یورپ کے اندر عورتوں کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا جاتا تھا اس کو تاریخ کبھی نہیں بھلا سکتی ہے، اس وقت عورتوں پر اس قدر ظلم کیا جاتا تھا کہ بسا اوقات عورت یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی تھی کہ اس زندگی سے بہتر مجھے اپنی خودکشی کر لینا چاہیے، کیونکہ ان کو نوکروں سے زیادہ بری طرح سے رکھا جاتا تھا، سرعام زندہ جلا دیا جاتا تھا، لیکن اسلام نے ان سب کو یکلخت ختم کر دیا، اور انسانوں کو بتایا کہ ان کا کام یہ ہے کہ اگر وہ بیوہ ہے تو وہ عورت تمہارے لیے برکت والی ہے، اس لیے کہ جس کی موت آنی تھی وہ آ گئی، اب بیوہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا تمہارے لیے رفع درجات کا باعث ہوگا، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا حدیث میں بیوہ کی خدمت کرنے والے کے مقام و بلندی کو بیان فرما دیا۔

لیکن آج کل یورپ کی الٹی تہذیب کی وجہ سے ایسا اسلامی تصور بالکل کالعدم ہے، حالانکہ بڑے بڑے بزرگان دین اور اولیاء اللہ نے بھی اس سنت کو تازہ رکھا تھا، لیکن آج ہم اس کو بھول بیٹھے ہیں، حضرت سید احمد شہیدؒ کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صبح کو نکلتے تھے اور جس

www.abulhasanalinadwi.org

گھر میں کوئی عورت ایسی ہوتی تھی جس کا کوئی نہیں ہے اور وہ بازار سے سودا نہیں لاسکتی ہے، تو اس کی حاجت کو پورا فرماتے تھے، باری باری ہر ایسی مجبور عورت کے گھر کی ضرورتوں کو خود جا کر پورا فرمایا کرتے تھے، جس خدمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے زمانہ میں سب سے اونچا مقام عطا فرمایا تھا۔

روحانی ترقی کے دو راز

انسان کی روحانی ترقی کے دو بنیادی راز ہوتے ہیں، اگر انسان ان دو اصول پر عمل پیرا ہو جائے تو اس کو غیر معمولی مقام بلند سے نوازا جاتا ہے، ایک ادب ہے اور دوسرا خدمت ہے، ادب سے انسان گویا کہ اڑ جاتا ہے، اور خدمت سے مخدوم بنتا ہے، چونکہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے اندر یہ دونوں باتیں غیر معمولی درجہ کی موجود تھیں، جس طرح شاید ہی کسی کو یہ دونوں باتیں نصیب ہوئی ہوں گی، اس لیے ان کا مقام بھی غیر معمولی بلند تھا، سید صاحبؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک موقع سے انہوں نے فرمایا: مجھے جو کچھ ملا ہے اس کے پیچھے ایک خاص راز پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ میرا دہلی کی ایک مسجد میں جانا ہوا، اور وہاں مجھے یہ الہام ہوا کہ یہ مسجد عرصہ دراز سے صاف نہیں کی گئی ہے، جس کی وجہ سے یہاں بہت گندگی جمع ہو گئی

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، لہٰذا جو اس کو صاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو مقام بلند عطا فرمائے گا،
سید صاحبؒ فرماتے ہیں کہ وہ فوراً بھاگتے ہوئے وہاں گئے اور جب اوپر
چڑھے تو مسجد میں خاصی گرد جمع ہو چکی تھی، لہٰذا سید صاحب نے اس کو
صاف کرنا شروع کیا، جس پر مریدین نے اصرار بھی کیا کہ ہم کو بھی صفائی کا
موقع دیجیے، لیکن سید صاحب نے منع فرما دیا، اور تنہا یہ کام کرنا پسند فرمایا،
جس کی برکت یہ ہوئی کہ سید صاحب خود فرماتے ہیں اس کے بعد سے اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ایسی رحمتوں کا نزول ہوا جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔

دوسرا واقعہ

اسی طرح ان کا دوسرا واقعہ جس سے ان کی روحانیت اور للٰہیت میں
مزید اضافہ ہوا وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سید احمد شہیدؒ اپنی مسجد (مسجد
دائرہ شاہ علم اللہ) میں تشریف فرما تھے، کہ اچانک مسجد میں ایک صاحب
کو قے ہونے لگی، سید صاحب نے فرمایا: میں نے سوچا چونکہ یہ مسجد اللہ کا
گھر ہے، اس کو گندا نہیں ہونا چاہیے، اس لیے میں نے ان کی قے کو
اپنے ہاتھ پر لے لیا، اور مسجد میں ذرا بھی قے گرنے نہیں دی، لیکن
چونکہ قے زیادہ تھی اس لیے ہاتھ سے جب نہ روکا جاسکا تو اپنا دامن بھی
پھیلا دیا، اس واقعہ کے بعد سید صاحب فرماتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کو

www.abulhasanalinadwi.org

میری یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کے بعد میرے دل پر محسوس ہوتا تھا کہ گویا انوار ورحمتوں کا نزول ہو رہا ہے، معلوم ہوا ادب اور خدمت سے انسان کو غیر معمولی مقام بلند حاصل ہوتا ہے، بالخصوص بزرگوں اور بیماروں کی خدمت سے انسان کو بہت اونچا مقام حاصل ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

بری دعوت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: شَرُّ الْوَلِيْمَةِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيْهَا وَيُدْعَى اِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا، وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.(۱)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برا کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے کہ ان لوگوں کو روکا جائے جو خود سے آنا چاہیں، اور ان لوگوں کو بلایا جائے جو آنے سے انکار کریں، اور جو دعوت قبول نہ کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے گا۔

فائدہ:- جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو دعوت میں بلایا جائے ان میں فقراء اور کمزور طبقے کے لوگ مراد ہیں، کیونکہ وہی یہ چاہتے ہیں کہ کچھ

(۱) صحیح مسلم: ۱۴۳۲

www.abulhasanalinadwi.org

کھانے کو مل جائے، لیکن ان کو نہ بلایا جائے بلکہ پیسہ والوں کو، جاہ والوں کو، وزراء کو، موٹر والوں کو بلایا جائے اور بھوکوں کو ایک دفعہ بھی نہ بلایا جائے تو ایسے ولیمہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسے ولیمہ کا کھانا نہایت بدترین ہے، لیکن آج کل اکثر ولیموں میں یہی بات ہے، گویا کہ آج ہم سب مخدوش ہیں، کیونکہ ایسے ولیمہ میں کوئی خیر کا پہلو نہیں ہے، اس لیے کہ آج عموماً لوگوں کی نیتیں خراب ہوتی ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

یتیم کی کفالت

عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ ھٰکَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی، وَفَرَّجَ بَیْنَھُمَا۔(۱)

ترجمہ:- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ (اور یہ فرماتے ہوئے) کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں کچھ فرق رکھ کر بتایا کہ اس طرح۔

فائدہ:- یتیموں کے سلسلہ میں قرآن وحدیث میں بہت کچھ ہدایات وارد ہوئی ہیں، کیونکہ اسلام سے پہلے یتیموں کو کچھ حقوق نہیں

(۱) صحیح البخاری: ۵۳۰۱

www.abulhasanalinadwi.org

دیئے جاتے تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر یتیموں کے سلسلہ میں خوب احکامات دیئے، اور یہ وضاحت فرمادی کہ یتیم کی کفالت کرنے والا میرے ساتھ ہوگا، اور اگر کسی کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت حاصل ہوجائے تو اس کے لیے ایسی ساری دنیا ہی نہیں بلکہ ایسی ہزاروں لاکھوں دنیائیں قربان کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اس کو حاصل ہوجائے گی۔

آخری بات

غرض کہ ہم کو کمزوروں کے متعلق مندرجہ بالا تمام ہدایات کی روشنی میں اپنے معاملات کو درست کرنا چاہیے، اور اپنی روحانی ترقی کا اس کو ذریعہ سمجھنا چاہیے، اگر ہمارے اندر یہ بات ہوگی تو گویا کہ ہم کمزوروں کا کسی درجہ میں حق ادا کریں گے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی رحمتوں، برکتوں، عنایات والطاف سے نوازے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو قبول فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

صلہ رحمی

رشتوں کے خیال کے سلسلہ میں قرآن مجید اور احادیث میں بکثرت ہدایات آئی ہیں، اور ہر شخص کو مکلف کیا گیا ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، جو شخص جتنا زیادہ قریب کا رشتہ دار ہوگا شریعت میں اتنا ہی اس کا زیادہ حق بھی ہوگا، قریب کا رشتہ دار وہ ہوتا ہے جو باپ کی طرف سے ہو، اور اس کے بعد جو رشتہ دار ہوتے ہیں، خواہ وہ ماں کی طرف کے ہوں، یا بیوی کی طرف کے ہوں، غرض کہ اگر کسی بھی درجہ میں کسی سے کوئی رشتہ ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، اس لیے کہ رشتہ کا رشتہ عرش الٰہی سے ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے براہ راست رشتہ کا رشتہ عرش الٰہی سے کر دیا ہے، لہٰذا اگر کوئی رشتہ کو توڑے گا تو اس کا بھی رشتہ عرش الٰہی سے ٹوٹ جائے گا اور جو جوڑے گا اس کا رشتہ عرش الٰہی سے جڑ جائے گا، اور ظاہر ہے جس کا رشتہ عرش الٰہی سے

www.abulhasanalinadwi.org

جڑ جائے تو وہ عرش کے سائے میں ہی رہے گا، اور عرش الٰہی کو وہ مقام حاصل ہے کہ قیامت کے دن تکالیف سے بچنے کا صرف ایک ہی مقام ہوگا، اور قیامت کی پریشانیوں اور ہولناکیوں سے محفوظ رہنے کی ایک ہی جگہ ہوگی جس کو عرش الٰہی کہا جاتا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص دنیا کی پریشانیوں سے نجات پانا چاہتا ہے، اور اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے اور تکالیف سے اپنے کو الگ رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اس دنیا میں رشتہ کا خیال کرنا ہوگا، اور اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ کس کا مرتبہ کس کے بعد ہے، اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کی تمام پریشانیاں خود بخود دور ہوتی جائیں گی، اس لیے ہر شخص کے ذمہ یہ ہے کہ رشتہ کا خیال رکھے لیکن آج اس کے اندر بھی ہم سے بہت کوتاہی ہو رہی ہے، اسی لیے آج جہاں ہمارے معاشرے سے دوسری چیزیں ختم ہو گئی ہیں ان میں سے ایک رشتہ کا نباہنا، اس کا لحاظ رکھنا بھی بالکل ختم ہو چکا ہے، بلکہ آج کل کا معاملہ یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ بہت اچھا معاملہ ہوتا ہے لیکن اپنوں کے ساتھ معاملہ خراب ہوتا ہے، حالانکہ انسان کو اپنے اور غیر سب کے ساتھ اچھا ہی ہونا چاہیے، کیونکہ کوئی بھی مومن برا نہیں ہوتا، اسی لیے جو قریب کے رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہونا چاہیے، اور جو بعید کے رشتہ دار ہیں ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنا چاہیے، اور جو لوگ رشتہ داروں میں دشمنی کر رہے ہیں ان کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنا چاہیے، اس لیے کہ جو شخص

www.abulhasanalinadwi.org

سلوک کرنے میں جتنا اچھا ہوگا وہ اتنا ہی اللہ کے یہاں بھی اچھا ہوگا، اور اس کے یہاں مقرب ہوگا، اور عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا، اور ایسے شخص پر اللہ کی نظر وعنایت بھی ہوگی، اور اس پر لطف وکرم کی، برکت ورحمت کی نظر بھی پڑے گی، اسی لیے جو لوگ رشتوں کو زیادہ توڑتے ہیں وہ سب سے زیادہ پریشان رہتے ہیں اور جو نبھاتے ہیں اللہ ان کو ہر جگہ کی نعمتیں عطا فرماتا ہے، دنیا میں بھی ان کی اولاد سرخ رو ہوتی ہے اور آخرت میں جو کچھ ملنے والا ہے وہ بہت کچھ ہے۔

تین وصیتیں

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے ایک دفعہ اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور تین باتیں فرمائی کہ جو اس پر عمل کرے گا اس کا خاندان، علم اور دین محفوظ رہے گا، اور اس پر برکات الٰہی اور اللہ کی رحمتیں بھی سایہ فگن رہیں گی، نمبر ایک یہ کہ کبھی ظالم نہ بننا مظلوم بن جانا، اس لیے کہ ظالم، ظالم ہوتا ہے اللہ کی رحمتیں کبھی ظالم کے ساتھ نہیں ہوتیں، اور ظلم کی شکلیں بہت ہیں، یعنی کسی کے ساتھ زیادتی، برا سلوک وغیرہ کرنے کی کوئی شکل اختیار نہ کرنا، جس سے کسی کا دل دکھ جائے، کیونکہ ؎

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے

www.abulhasanalinadwi.org

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی مظلوم کی تفریق نہیں ہے، یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ بھی ظلم نہیں کرنا چاہیے، اسی لیے ذبح کے سلسلہ میں کہا گیا ہے کہ جب ذبح کرنا ہو تو چھری تیز ہونا چاہیے اور ذبح کا طریقہ بھی نہایت اچھا ہونا چاہیے، تا کہ اس کو کم سے کم تکلیف ہو، کیونکہ تکلیف کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور جو جتنا زیادہ دوسروں کو راحت پہنچانے والا ہوگا وہ اتنا ہی اللہ کا محبوب ہوگا، اور جو تکلیف پہنچانے والا ہوگا وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہوگا۔

دوسری وصیت

نمبر دو یہ کہ مال حرام سے اور مشتبہ مال سے بچا جائے، اس لیے کہ حرام مال بھی آدمی کو حرام بنا دیتا ہے، جیسے حرام مال بے کار و گندا ہے، اسی طرح اس کا کھانے والا آدمی بھی ناپاک اور گندا ہو جاتا ہے، اور پھر ایسے شخص کی ادائیں اور سوچ بھی گندی ہو جاتی ہے، البتہ حرام مال میں سود اور رشوت کا استعمال شامل ہے، اسی طرح ناجائز کاموں سے پیسہ حاصل کرنا بھی حرام مال میں شامل ہے۔

حرام مال کی شناعت کا اندازہ حضرت سعد کی اس روایت سے کیا جا سکتا ہے جس میں انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا تھا کہ حضرت! ہماری دعائیں قبول ہونے کا کوئی نسخہ بتا دیجیے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے لقمہ کو حلال کرلو، تو دعائیں قبول ہوں گی، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدمی کو مستجاب الدعوات بننا ہے تو لقمہ کو حلال کرنا ہوگا۔

تیسری وصیت

نمبر تین یہ کہ ہر شخص اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھے، خواہ کوئی رشتہ دار تمہارا مخالف ہی کیوں نہ ہو، لیکن تمہارا سلوک اچھا ہی ہونا چاہیے، اس کے متعلق بھی حدیث میں آتا ہے کہ اگر تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور وہ تمہارے ساتھ برا سلوک کریں تو تم ان کے چہرے پر گرم راکھ کا سفوف مل رہے ہو، یعنی گرم راکھ جھونک رہے ہو، لیکن آج کل ہم لوگ اپنی "انا" میں رہتے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو بھول جاتے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَیْسَ الْوَاصِلُ بِـالْمُكَافِیْ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا. (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے اور وہ صلہ رحمی کرے۔

فائدہ:- آپ کے رشتہ داروں میں اگر کوئی آپ سے اچھا معاملہ کر رہا ہے اور آپ بھی اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کر رہے ہوں، اگر وہ اچھا بول رہا ہو، تو آپ بھی اچھا بول رہے ہوں، تو یہ کام ہر شریف آدمی کرتا

(۱) صحیح البخاری: ۵۹۹۱

www.abulhasanalinadwi.org

ہی ہے، لیکن اصل صلہ رحمی اس کو مانا جائے گا کہ جو شخص کسی انسان کے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا ہے لیکن اس کے بالمقابل اس کا دوسرا رشتہ دار اس رشتہ کو جوڑتا چلا جاتا ہے، مذکورہ بالا حدیث میں فرمایا گیا: ایسا شخص اصل صلہ رحمی کرنے والا شمار کیا جائے گا، لیکن آج محاورہ ہی بدل گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہیے، یعنی اگر کوئی اینٹ پھینکتا ہے تو دوسرا شخص اس سے ڈبل لوہا اٹھا کر مارے گا، بلکہ آج کل کی ذہنیت اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ کہا جاتا ہے "سیدھوں کے ساتھ سیدھا، ٹیڑھوں کے ساتھ ٹیڑھا" حالانکہ بزرگان دین کا کہنا تھا کہ سیدھوں کے ساتھ سیدھا اور ٹیڑھوں کے ساتھ بھی سیدھا، لیکن آج کل سیدھے کو کہا جاتا ہے کہ تم دنیا میں کیا رہو گے۔

آج کل ایسی ذہنیت تیار ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج ہر شخص خود غرض نظر آتا ہے، اور ہر شخص ایک دوسرے کو خود غرضی کی نگاہ سے دیکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی کسی پر اعتماد نہیں کرنا چاہتا، ورنہ اگر کوئی حقیقی متقی میں مومن ہوتا ہے تو نہ وہ کسی کو نقصان پہنچاتا ہے، اور نہ اس کو کسی سے نقصان لاحق ہوتا ہے، اور مومن کی یہ شان بھی نہیں ہوتی ہے کہ وہ کسی سے دنیوی غرض کے لیے لڑتا جھگڑتا ہو، کیونکہ مومن کے نزدیک دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رشتوں کا پاس ولحاظ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ، يَقُوْلُ: إِنَّ آلَ أَبِي (فُلَانٍ) لَيْسُوْا بِأَوْلِيَائِي، انَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ، وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا. (۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آہستہ نہیں بلکہ بلند آواز سے سنا ہے، آپ فرمارہے تھے کہ فلاں خاندان کے لوگ میرے دوست نہیں ہیں بلکہ اللہ میرا دوست ہے، اور نیک مومن ہمارے دوست ہیں،

(۱) صحیح البخاری: ۵۹۹۰

www.abulhasanalinadwi.org

لیکن ان کا رشتہ ہے اس رشتہ کا پاس ولحاظ رکھتا ہوں۔

فائدہ:- اگر کسی شخص کی رشتہ داری غیروں سے بھی ہو تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ دنیا کے معاملہ میں اس کے ساتھ خیر خواہی کر سکتا ہے البتہ جہاں تک دینی معاملہ کا تعلق ہے تو اس کے اندر پاس ولحاظ صرف مومن کی رشتہ داری کا ہی کیا جائے گا، کیونکہ صلہ رحمی کا بہت اونچا مقام ہے، اور اس سے کئی فوائد بھی وابستہ ہیں۔

صلہ رحمی کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ انسان کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اسی لیے جن لوگوں کے گھروں میں محبت ہوتی ہے، وہاں کوئی پریشانی نہیں ہوتی، لیکن جن گھرانوں میں آپس کی محبت کا ماحول نہیں ہے ان کے یہاں مقدمات چل رہے ہیں، اسی طرح ان کے قرضے بھی بہت ہو جاتے ہیں، کیونکہ ان کے یہاں آپس میں لڑائی ہوتی ہے جس کی وجہ سے رزق میں تنگی آجاتی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

رشتہ داروں کا زیادہ حق

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَعَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ. (۱)

ترجمہ:- حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین پر صدقہ کرنا تو صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صرف کرنے میں دہرا اجر ہے، صدقہ کا اور صلہ رحمی کا۔

فائدہ:- معلوم ہوا جب بھی کوئی چیز تقسیم کرنا ہو تو رشتہ داروں سے ابتداء ہونی چاہیے، لیکن آج کل اپنے رشتہ داروں ہی کو نہیں دیا جاتا ہے، البتہ دوسرے جاننے والوں کو خوب دیا جاتا ہے، حالانکہ اللہ کے

(۱) سنن الترمذی: ٦٥٨

www.abulhasanalinadwi.org

رسول ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم ہر موقع پر دی ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا واقعہ جب پیش آیا تو آپ ﷺ نے ان کو یہی حکم فرمایا تھا کہ پہلے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرو، چنانچہ حضرت ابوطلحہ نے اپنے اس باغ کو اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے عورتوں کے سامنے وعظ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں اپنے زیورات کو نکالنا چاہیے کیونکہ یہ عمل خدا تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے، انسان کو بری موت سے نجات دیتا ہے وغیرہ وغیرہ، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ نے صدقہ کرنے کا عزم فرمایا، اور دربار رسالت میں آکر معلوم کیا کہ اگر کوئی خاتون اپنے شوہر کو صدقہ کر دے تو اس کا کیا حکم ہوگا، اس پر آپ نے جواب دیا: ایسا کرنے والے کو ڈبل صدقہ کا ثواب ملے گا۔

خلاصہ

اگر کوئی انسان اپنے آپس کے تعلقات کو استوار رکھتا ہے، تو اس کی تمام تر پریشانیاں دور ہوتی جائیں گی، کیونکہ آج کل اکثر طبقہ آپسی تنازعات ہی کا شکار ہے، لیکن چونکہ آج کل شریعت پر ہمارا بالکل عمل

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں ہے، اس لیے ہم چہار جانب سے پریشانیوں اور آفتوں کا شکار ہو رہے ہیں، اور اسی کی بے برکتی کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کل ایسے ایسے محاورے گڑھ لیے گئے ہیں جن کا اسلامی روح سے کوئی تعلق نہیں، مثلاً: جب آپس میں چچا بھتیجوں کی لڑائیاں شروع ہوئیں تو کہا جانے لگا کہ ''چچا چور، بھتیجے پاجی''، اور ان محاوروں کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان ایک دوسرے کے حق کو مارنے کا خوگر بنا ہوا ہے، حالانکہ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے، نہ لڑکیوں کا حق مارا جانا چاہیے، نہ ہی لڑکوں کا حق مارا جانا چاہیے، جو حق کو ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے وہ اس کا فائدہ بھی محسوس کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو رشتوں کے تقاضوں کو سمجھنا اور ان کو نباہنا آسان فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

www.abulhasanalinadwi.org